U0140

سلسلۂ اشاعتِ قرآن حیدرآباد دکن

۱۵ ربیع الاول ۱۳۴۹ھ

جلد (۲)

قرآنی تعلیم پر چند مشورے

مرتّبہٗ
ابو محمد مصلح کان اللہ لہٗ

دفتر معتمد
قرآنی تحریک حیدرآباد دکن

چندہ

سالانہ دس روپے ۔ ماہوار پورے سیٹ کی قیمت ایک روپیہ

التجا

بار خدایا! اپنے آخری آسمانی پیغام قرآن مقدس کے علم و عمل کا اسی کے بتلائے ہوئے طریقے اور فوائد کے ساتھ نوع انسان کو ذوق عطا فرما۔

اے احکم الحاکمین خدا! اپنے قانونِ مقدس کے ماننے اور اپنی خدائی حکومت کے اندر آجانے کا اقوامِ عالم کو والہانہ شوق عطا کر۔

اے پرستش کے لائق خدا! اور اے پیار کئے جانے کے قابل ذات مقدس اپنی محکومیت اپنی سچی عبدیت اور اصلی محبت سے نوع انسان کے دلوں کو معمور کرنے کے لئے قرآن پاک کو واسطہ گردان!

تیرے فضل و کرم کا محتاج

ناچیز

مصلح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عالمگیر قرآنی تحریک

قرآنی تحریک کا منشا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ آخری آسمانی پیغام نوع انسان کے ہر فرد تک پہنچا دیا جائے۔ قرآن پاک کے بتلائے ہوئے طریقے اور قواعد کے ساتھ اس کا علم و عمل عام کیا جائے۔ مسلمانوں میں جو بے معنی و مطلب کی تلاوت اور تعلیم کی رسم جاری ہے اس کی اصلاح کی جائے اور معنی و مطلب کے ساتھ تلاوت و تعلیم کو عام کیا جائے۔ قرآن حکیم کی تعلیمات کو شکل بنا دیا گیا ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں میں صرف عقیدت مندی باقی رہ گئی ہے، ان دقتوں کو دور کیا جائے اور ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جس سے عورتیں، بچے، کسان، تاجر، ملازمین، مزدور پیشہ اور ان پڑھ جاہل تک قرآن مجید کو جان سکیں اور اس کے مفہوم سے واقفیت حاصل کر سکیں۔ قرآن پاک کے علم و عمل کی ضرورت اچھی طرح پھیلا دی جائے اور فرزندان ملت کو ایک معیار بنا دینے کی ذہنیت پیدا کی جائے جس سے حق و باطل کی پہچان ہر شخص میں آ جائے۔ اس کی تعلیم کو اسی کے بتائے ہوئے طریقے پر حاصل کرنے کو کہا جائے جس کا فائدہ یہ ہو کہ ہر طبقے کے افراد میں یہ مادہ خود بخود پیدا ہو جائے کہ وہ راستی پر آ جائیں اپنی

ذمہ داریوں کو آپ شادیں۔ تعلیم میں عمومیت پیدا کی جائے اور ہر طرح سے آسان
اور عام فہم کرنے کی کوشش کیجائے۔ خیالات میں انقلاب پیدا کیا جائے جس سے
ہر شخص اپنی حالت کا آپ اندازہ کر سکے اور صلاحیت پیدا کر کے وہ مقام حاصل کر لے جس کا
وعدہ قرآنِ پاک میں ہے۔

اقوامِ عالم کے سامنے بھی اسے پیش کیا جائے اور انہیں خدائی حکومت کا درس دیا جائے
سچی عبدیت کے حصول اور محبتِ الٰہی کا آوازہ بلند کیا جائے، اصلی ترقی اور پائدار امن و
امان قائم کرنے کی دعوت دیجائے۔ "عالمگیر قرآنی تحریک" سے اتحادِ اسلام
ہی نہیں بلکہ اتحادِ عالم بھی ممکن ہو جائے۔ غیر قوموں کو بتلایا جائے کہ فطرتِ انسانی
کے اصول و ضابطے کا نام قرآن ہے۔ یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں کی اصل اصول
اور تصدیق کرنے والی ہے۔ اس کی خلاف ورزی فطرت کی خلاف ورزی اور اس کا
انکار در اصل اپنے مذہب کا انکار ہے۔ اس سے بے پروا ہو کر اپنی ہلاکت اور
فساد فی الارض کا مرتکب نہ ہونا چاہیے۔ یاد رہے کہ دنیا قرآنی دنیا ہو سکتی ہے
اور انسانیت جب کبھی حق کو تلاش کرے گی تو اسے قرآنِ حکیم ہی کو اختیار
کرنا ہوگا۔

مسلمانوں کے ذہن نشین کیا جائے کہ تم ایک تبلیغی امت ہو اور اللہ کی امانت
قرآن مجید کے پہنچانے کے ذمہ دار۔ تمہاری زندگی کا اصل منشہ امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کی تبلیغ ہے اور اسی کے مجموعہ کو قرآن کہتے ہیں۔ پس
اس کا تمام و کمال طور پر علم و عمل ہی تمہاری زندگی کا اولین اور واحد فرض ہے
قرآن پاک تمہاری متفق علیہ کتاب ہے۔ اگر تم ہی من حیث فرداً من حیث قوم

کوئی خوبی پیدا ہوسکتی ہے تو اسی کو صحیح اور مضبوط پکڑنے سے، قیصر و کسریٰ کے خزانہ میں سب کچھ تھا۔ لیکن یہی ایک چیز نہ تھی جس کو لیکر عرب جیسی نادار قوم نے اُن کے تاج و تخت چھین لئے۔ اور اپنی گری ہوئی حالت کو ایسا سنوارا جو دنیا میں اپنی آپ مثال ہے لہٰذا آج یا جب کبھی دنیا میں خدا کے دشمنوں کے پاس مادی طاقت اور مادی سامان کی بہتات ہو تو اس کی پرواہ نہیں۔ آخر میں کامیاب وہی ہوگا جس کے پاس قرآن ہو۔

قرآن مجرّب و آزمودہ نسخہ ہے یہ بمثال خدا کی بھیجی ہوئی بے مثال چیز ہے نیز اس کے پہنچانے کے لئے بے مثال نبیؐ مبعوث فرمائے گئے تو اس کا پورا پورا حق ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض و واجب سے بھی بڑھکر ہے۔

آج اسلام کے نام پر جو کچھ بھی کیا جارہا ہے اس میں کمی فقط قرآنِ مجید کے عام علم و عمل کی ہے۔ اسلام کی گاڑی چلنے کے لئے مشنری کا اصلی پرزہ قرآن حکیم ہے یہ اپنے اصلی مقام پر آیا اور بیڑہ پار ہے۔ علماء، مشائخ، واعظین، مدرسین، امام مساجد، رہنمایانِ قوم، مصنفین، ناظم و ناشر، مضمون نگار، صحیفہ نگار، کالج و اسکول کے طلبہ، مریدین اور تمامی انجمنوں کے کارکنوں سے عرض ہے کہ "عالمگیر قرآنی تحریک" کا خیر مقدم فرمائیں۔ زندگی کے اغراض و مقاصد میں اس کو داخل کر کے اسلام کی اصلی خدمت انجام دیں۔

یہ کوئی نئی تحریک نہیں لیکن صدیوں کا بھولا ہوا سبق ضرور ہے جس کی یاد دلانا مقصود ہے: اصلی تعلیماتِ قرآن پر جو مہریں لگ گئی ہیں ان کے توڑدینے کی ضرورت ہے۔ مسلمان سمجھ لیں کہ قرآنی تعلیمات کا اس کے بتلائے ہوئے طریقے اور فوائد کے ساتھ عام ہونا ہی قرآن کی غرض، خدائے قرآن کا منشا، مسلمانوں کی زندگی کا مقصد اور دنیا کے

ہر مرض کی دوا ہے اس لئے صرف یہی ایک مقدس کام تمام خیر و برکات کا موجب و مجموعہ ہے۔

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار — بگذارند و سر طرۂ یارے گیرند

اسلام کے نام لیواؤ! "قرآنی تحریک" کو قبول کرو اور ڈرو اس دن سے جس دن قرآن کے مالک احکم الحاکمین خدا کے سامنے صاحب قرآن پیغمبر اسلام احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے متعلق فریادی ہونگے۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا۔

ترجمہ۔ اور رسولؐ فرمائیں گے کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو مہجوری میں ڈال رکھا تھا

مسلمانو! اور اے دنیا والو! اگر قرآنی علم و عمل دنیا پر دائر و سائر ہوتا جب بھی عالمگیر قرآنی تحریک کی انجام دہی سے بڑھ کر کوئی اور دوسرا کام نہ تھا اور آج جبکہ قرآن برائے نام رہ گیا ہے تو اس کی ضرورت اور اہمیت کا اندازہ مشکل ہے۔

خدایا تیری بارگاہ اقدس میں عاجزانہ التجا ہے کہ ہر انسان کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً قرآن مقدس کا صحیح معنوں میں اہل قرار دے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

تیرے در کا فقیر

ابو محمد مصلح

مسلمانوں کا اتحاد

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

روئے زمین پر کیا اس سے زیادہ تعجب خیز اور قابلِ ندامت کوئی اور امر ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں سے اتحاد و اتفاق کا وعظ کہا جاتا ہے اور اس کے حصول کے لیے تدابیر سوچی جاتی ہیں۔ حالانکہ انہیں تو دیگر اقوام کے اتحاد و اتفاق کا سبق دینے والا بنایا گیا تھا۔ رنگ و زبان اور شرق و مغرب کے تفرقہ کو دور کر کے صبغۃ اللہ و من احسن من اللہ صبغۃ کے رنگ میں سب کو رنگنے کو کہا گیا تھا۔ یا اہل الکتٰب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ کا درس دینے والا قرار دیا گیا تھا اور ایک معبودِ برحق کے سامنے سر جھکوا دینے کا جہاد، ایک اللہ کی حکومت وحدیت میں آجانے کا وعظ اور پیار کئے جانے کے لائق ایک خدائی محبت میں سرشار ہونے کا صوت سرمدی سنانے والا گردانا گیا تھا۔ پس! یہ عجیب سانحہ عبرت خیز ہے جو ہو رہا ہے کہ رہبر خود ہی راہ بھولا ہوا ہے۔ روشنی دکھانے والا خود ہی تاریکی میں پھنسا ہوا ہے۔ دل کی حفاظت کرنے والا آپ ہی غیر محفوظ ہے۔ آہ! کہ ایک کرنے والا آپ ہی متفرق ہو رہا ہے۔ اور آہ! صد آہ! کہ مسیحا خود ہی بیمار ہو رہا ہے۔

اگر کوئی رنج و کلفت کی بات ہو سکتی ہے تو یہ ہے اور اگر کوئی کرب و بے چینی ہونی چاہیے تو اس کے دور کرنے کے لئے کہ آج اس سے بڑھ کر نہ کوئی دوسری

عبادت ہو سکتی ہے اور نہ اس سے بہتر کوئی رفاہ عام کا کام ہو سکتا ہے۔ ایک بہتر قوم اور ایک سعید جماعت کی زندگی کا اصل راز تو یہ ہے کہ اس کی اجتماعی قوت کبھی زائل نہ ہو اور اس کے لیئے جہاد اس کا وظیفۂ حیات ہو۔ فروع میں الجھ کر اصول تباہ و برباد نہ کیئے جائیں۔ تشکیل امت کے سامنے اعمال اشخاص کی کوئی حقیقت باقی نہ رہے۔ اجتماعی طاقت کی شیرازہ بندی، وقار قومی کا استحکام، غلبۂ و تسلط کی پائیداری و بقا اور اسی کے ارتقائی منازل کا طے ہوتے رہنا قوم و افراد قوم کی نجات ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ اصول باقی نہ رہیں تو جزئیات ایک دن اپنے آپ ختم ہو جائینگے پھر یہ چراغ کشتۂ محفل سے اٹھیگا دھواں کب تک۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی قوم کا اجتماعی انحطاط اس وقت تک شروع نہیں ہوتا جب تک اس کے اندر شخصی اغراض و مقاصد کی بنیاد نہیں پڑتی محکومیت الٰہی، عبدیت الٰہی اور محبت الٰہی کی جگہ انسانی حکومت، مادیت پرستی اور نفس پرستی کو جب سونپ دی جاتی ہے تو حق پھر برائے نام رہ جاتا ہے اور در اصل باطل کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ ہوتا ہے کہ شخصیتیں چونکہ اپنے اغراض و مقاصد کو تنہا پورا نہیں کر سکتیں لہذا ان طاقتوں کو اپنا بنا لیتی ہیں جو ان کی ممد و معاون ہو سکیں۔ بڑا غضب یہ ہوتا ہے کہ یہ سب زیادہ تر مذہب کے نام پر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر دوسرا کوئی موثر حربہ ان کے پاس نہیں ہوتا اور آگے چل کر یہی چیز فرقہ بندی کی صورت میں رونما ہو جاتی ہے جس کے بچانے کو یہ اپنے بچانے کا مترادف سمجھتے ہیں۔ مرکزیت کا حصار اب ٹوٹ جاتا ہے۔ اور لا مرکزیت کی حد شروع ہو جاتی ہے۔

آسمانی قوانین کی پابندی اور توحید پرستی ہی وہ نادر چیز ہے جو ہلاکت و تباہی سے

بچا سکتی ہے ورنہ بسا اوقات یہی شخصیت پرستی اور خود پرستی آگے چلکر فرعون اور فرعون پرستی بن جاتی ہے بلکہ ہزاروں بت خدا بن جاتے ہیں اور پجاریوں کو خبر تک نہیں ہوتی کفر و شرک بھی اسی کی پیداوار ہے اور دوسرے لفظوں میں ملوکیت، جمہوریت اور اشتراکیت وغیرہ بھی اسی کا نام ہے۔

یہ گمراہی ہے، آوارگی ہے۔ خود سری ہے قانونِ قدرت کی خلاف ورزی ہے اور انسانیت کی پامالی ہے، اور بندۂ ناچیز کی خدائے قہار وجبار سے بغاوت ہے۔

اس سے یہ میرا مطلب نہیں کہ خلافت فی الارض بھی کوئی چیز نہیں اور امام کا قیام ضروری نہیں، ضروری بلکہ اشد ضروری ہے لیکن یہ سب اس لئے کہ اللہ کے قانون کا نفاذ ہو اور اللہ کی حکومت قائم کیجائے۔ باقی اس سلسلے میں اس کے سوا جو کچھ بھی ہو امت وسط کے لئے قابلِ اعتنا نہیں۔ اگرچہ بدقسمتی سے مسلمانانِ عالم اس وقت اجتماعی حقیقت سے بے پرواہیں اور بے امام کے مقتدی بنے ہوئے ہیں، مگر اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اپنی اجتماعیت کے دستور اساسی قرآن سے انکاری نہیں ساری فرقہ بندیوں کے باوجود اپنے متحدہ اور مشترکہ سرمایہ کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ مگر یہ مسلم ہے کہ کوئی قانون اور کوئی حکومت اس وقت تک سودمند نہیں ہو سکتی جب تک اس کا نفاذ نہ ہو اور اس کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے والے نہ ہوں۔ اگرچہ بعینہ یہ حال قانونِ الٰہی اور حکومتِ خداوندی کا نہیں ہے تاہم جب تک قرآن مقدس کا نام لیوا اپنے اوپر اللہ کے قانون کا نفاذ ضروری اور اللہ کی حکومت کا قیام لازمی قرار نہ دے گا اور دنیا کے ہر قانون کو حق کی قربان گاہ پر بھینٹ نہ چڑھا دیگا اصلی فوز وفلاح سے اتنا ہی دور ہوگا جتنا زمین سے آسمان حاکمیت اللہ ہی کے لئے ہے اور

اسی کو سزاوار له ما فی السموات وما فی الارض۔ الا له الحکم اور ان الحکم الا للہ جس طرح اٹل ہے اسی طرح قرآنی قوانین بھی مسلم ہیں۔ اسی لئے پیغمبر اسلام بھی اس کے مستحق نہیں قرار دیے گئے کہ وہ اپنے کو یا اپنی طرف سے کچھ پیش کریں۔ آپ شارح قرآن تھے اور اس کے ساتھ ہی معلم و عمل قرآن بھی اور جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ نافذ قرآن بھی۔

چونکہ قرآن ہی ہمارے دلوں کو ایک کرنیوالی چیز ہے اس لئے فی الحال اگر مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے اختلافی مسائل کا حل نہ بھی ہوسکے تاہم اسلام کو آگے بڑھانے کے لئے متحدہ پروگرام قرآن مقدس کو متحدہ و متفقہ قوت کے ساتھ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ رواداری کو کام میں لانا ہے متحد ہو جانے کو بہر حال ترجیح دینا ہے اور الفاظ میں نہیں بلکہ قلوب میں صفائی آجانے کی ضرورت ہے۔ قرآن مجید کو پیشوا اور حکم بنانا ہے۔ خلافات کو اپنا اختلاف و قصور سمجھنا ہے اپنے کو اس کے رنگ میں ڈھالنا ہے۔ فرماں برداری اور متابعت اس کی اختیار کرنی ہے نہ کہ اس کے برعکس۔ قرآن مقدس اصول قوانین دنیا و آخرت ہے۔ اس کی تشریح، حدیث، اجماع مجتہدین قیاس، استحسان اور عرف کے ذریعہ سے کی گئی اور آئندہ بھی کیجا سکتی ہے جس سے حق کے پیرو دنیا کی ہر ترقی میں پیش پیش رہیں اور ان کا غلبہ حق کے غلبہ کا باعث بنے۔ غرض اصول کو قائم رکھتے ہوئے فروع میں بڑھنے کی ہر وقت گنجائش ہے لیکن اللہ بزرگ و برتر چونکہ آمر مطلق ہے اور آئندہ ضروریات کو جان کر اس کو احاطہ کرتے ہوئے اصول قوانین قائم فرماچکا ہے اس لئے اب شرح اور صرف اجراء و تنفیذ کی ضرورت ہے۔ نہ کہ سرے سے قانون اور نیا قانون سازی کی۔

بہر حال آج اس امر پر بحث و تمحیص کی ضرورت نہیں کہ اب تک ہم نے کیا کھویا اور کیونکر کھویا، ہاں آئندہ محتاط رہنے کے لئے اوپر کے چند اشارات سے کام لیا گیا۔ آج امت مرحومہ کے مرض کے لئے وقت کا سب سے زیادہ اہم مسئلہ یہ ہے کہ وہ اپنے کو پہچانیں اور کھوئی ہوئی میراث حاصل کرنے کے لئے متفق ہو کر زندگی کا ہر لمحہ وقف کر دیں۔ ایک خدا کے ماننے والے ایک رسول کی امت ایک قبلہ کی طرف رخ کرنے والے اور ایک کتاب پر ایمان رکھنے والے اگر ایک دل نہیں ہو سکتے تو اتفاق و اتحاد ایک بے معنی چیز ہے۔ کیا باطل پرست اپنے باطل مقصد کے حصول کے لئے اتفاق کر سکتے ہیں لیکن حق پرست حصول حق کے لئے متحد و متفق نہیں ہو سکتے۔

دنیا میں کوئی چیز ناممکن نہیں تو پھر کیا مسلمانوں کا اتحاد و اتفاق ہی صرف ناممکن ہے۔ حاشا کہ نہیں اور ہرگز ایسا نہیں بلکہ اگر اتحاد و اتفاق کوئی چیز ہے تو وہ صرف مسلمانوں کے لئے ہے۔ یہ اس لئے نہیں کہ مسلمان ایسا نہیں کرنے سے تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی ہوں گے اور اس لئے بھی نہیں کہ قومیں آگے بڑھ گئیں اور ہم پیچھے رہ گئے۔ نیز اس لئے بھی نہیں کہ اگر یہ متحد و متفق نہ ہوسکے تو دنیا ان کو کھا جائے گی۔ بلکہ اس لئے اور صرف اس لئے کہ ان کے نفاق و شقاق کی وجہ سے حق مغلوب اور باطل غالب ہو رہا ہے۔ جس کی سزا یا جواب دہی مسلمانوں ہی کے سر ہے۔ اس کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے کہ مسلمانوں کا ہر فرقہ ایک ہی کشتی میں سوار ہے اور باطل پرستوں کی نگاہ میں مسلمان ہی ہے اور اغیار کا جب وار ہوگا تو یہ دیکھنا نہ ہوگا کہ یہ شیعہ ہیں اور وہ سنی۔ بلکہ ایک کے بعد دوسرے کی

ہلاکت بھی لازمی ہوگی۔

ہمیں بھول جانا چاہیئے کہ ہم کسی فرقہ سے ہیں۔ ہمیں یاد کر لینا چاہیئے کہ ہم مسلمان ہیں ہمیں نہیں بھول جانا چاہیئے۔ کہ ہماری تباہی و بربادی دنیا کی تباہی و بربادی ہے اور ہماری سلامتی قوموں کے لئے امن و امان کا پیغام ہے۔ مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ ساری دنیا کے لئے قرآن مقدس کا علم و عمل اس کے بتائے ہوئے طریق پر عام ہونا ہی اصل علاج ہے اور جملہ امراض کے ازالہ کا ذمہ دار ہے۔ یہ سچا رہنما اور سچا ہادی ہے جس سے کہیگا اور جب کہیگا تو ایک ہی کہیگا کیونکہ ایک خدا کا کلام ہے۔

اس راہ میں رکاوٹ کسی قسم کی حائل نہ ہونے دینی چاہیئے۔ تمام رکاوٹوں کو ختم ہو جانا چاہیئے۔ ہر ایک خرابی کو اپنا قصور سمجھنا چاہیئے۔ کسی ایک نقطہ پر متحد ہو کر اس کی تلافی کرنی چاہیئے۔ جب اختلاف اپنا پیدا کردہ ثابت ہوا تو اس پر جمے رہنا کیسا۔ خدارا غور کرنا چاہیئے کہ اس کا نشانہ کتنا بڑا جرم ہے حق ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ اختلاف میں نہیں پاکر اتفاق میں ملیگا۔

ضرورت کے وقت انسانوں کے مرتب کردہ مسودے اسمبلیوں میں باوجود اختلاف کے منظور کرلی جاتی ہیں اور قابل عمل ہو جاتی ہیں تو کیا دستور اسلامی کو اس سے بہت زیادہ حق حاصل نہیں۔

ہمیں بے چون و چرا اس پر متحد ہو جانے کی ذہنیت اور صلاحیت پیدا کرنی چاہیئے۔ بات کچھ بھی نہیں تھی آسان کو مشکل سمجھ لیا گیا ہے۔ دل آزاری کی باتوں سے توبہ کرلیں۔ اپنے اپنے فرقہ کا نام فخریہ لینا چھوڑ دیں۔ یہ تو مسلم کے لئے شرم و ندامت کی بات ہے نہ کہ فخر و مباہات کی۔

یہ سب اُسی وقت ہوسکتا ہے جب ایک جذبہ، ایک مقصد، اور ایک منزل سامنے ہو۔ مرضیاتِ الٰہی کا اپنے کو تابع بنایا جائے۔ اسلام کو آگے بڑھانے کی تڑپ ہو۔ خلقِ خدا کو راہِ ہدایت پر لانے کا ولولہ اور ذوق ہو۔ خدا کی راہ میں متحدہ طاقت کے ساتھ جہاد کی شیفتگی ہو۔ قرآن پاک کا اسی کے تبلائے ہوئے طریقے اور فوائد کے ساتھ عام طور پر اگر علم و عمل اختیار کر لیا گیا۔ تو یہ سب کچھ ہو جائیگا۔ اور یقیناً حق کا شاندار مستقبل سامنے ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خدائے اسلام اپنے سچے بندوں سے طالب بھی اسی کا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں میں فرقہ بندیاں رونما نہوئی ہوتیں اور ہر فرقہ بجائے خود ایک قوم نہ بن گیا ہوتا اور ایک دوسرے کے مٹانے پر اپنا سارا علم، سارا زور، اور سارا وقت صرف نہ کئے ہوتا تو اب تک اسلام دنیا پر چھا گیا ہوتا۔ بفرضِ محال اگر مان بھی لیا جائے کہ بانیانِ فرقہ نے اسلام ہی کے لئے سب کچھ کیا تاہم تفریق کے الزام سے بری نہیں ہو سکتے۔

تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی

ایک مومن فرقہ بندی کے تصور کو بھی گناہ سمجھے گا۔ اس کی دلی خواہش ہوگی کہ ان میں کے ہر فرقے کو مسلمان کے سوا کچھ نہ کہا جائے۔ عالمگیر قرآنی تحریک کا یہی مقصد ہے اس لئے ہر وہ شخص جو اپنے کو مسلمان کہتا ہے اس سے یہی آرزو اور یہی التجا ہے کہ وہ قطرے کے مانند آپس میں مل کر دریا اور سمندر بنجائے دنیا، توحید پرستوں کو امتِ محمدیہ صلعم کو قرآن کے ماننے والوں کو ایک حال، ایک قال، ایک مرکز اور ایک اشارے پر گردش کرتے ہوئے دیکھے اور ان کو اپنا پیشوا بنالے۔

قرآنِ مقدس کو دوسری قومیں بھی لاجواب اور الہامی کتاب مانتی ہیں۔ یہ اگر ایک الہامی کتاب کا وجود حقیقی معنوں میں دنیا اور اہلِ دنیا کے لئے خیر و فلاح کا باعث ہوا ہے تو صرف اس بنا پر کہ اس نے انسانوں کے منتشر افراد کو ایک رشتہ سے وابستہ کردیا، ان میں ایک غرض مشترک پیدا کردی، ان کے دل و دماغ کے رجحانات ان کی ذہنیت اور ان کے اعمال و عواطف میں یکرنگی پیدا کر کے ان کو مجبور کردیا کہ وہ اپنے آپ کو ایک مقصد کا طالب سمجھیں، ایک ہی مدعا کے حصول میں تگ و دو کریں اور ایک ہی منزل کا مسافر سمجھ کر باہم ایک دوسرے کی مدد کریں۔ مسلمان خوش نصیب ہیں اور دنیا کو اس پر ناز کرنا چاہیئے۔ کہ ان کے درمیان مثل و مثال سے بری اور غیر محسوس ذات کا محسوس اور نفسی کلام موجود ہے۔ اگر کائنات کی ساری چیزیں ایک طرف رکھ دی جائیں اور دوسری طرف کلام اللہ شریف اور ہم سے کہا جائے کہ ان میں سے ایک چیز کو پسند کرلو تو ہم بلا تامل کہہ دیں کہ کائنات کی ان ساری چیزوں کو لیجاؤ لیکن ہمارے لئے ہمارے خدا کا آسمانی پیغام چھوڑ دو کہ اس کے ہوتے ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

مصلح ہمارے ہاتھ میں قرآنِ پاک ہے گویا ہوں کائنات کا سارا لیے ہوئے

قرآن موجود ہے۔ اگر واقعی مسلمان کچھ کرنا چاہتے ہیں اور اپنی موجودہ حالت سے بیزار ہیں تو اب صحیح قدم اٹھانے کی ضرورت ہے اور اس صحیح نصب العین پر زندگی کے آخری سانس تک کو صرف کر دینے کی ضرورت ہے۔ حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لینے کی ضرورت ہے۔ قرآن حکیم ہمارے جملہ امراض کی دوا ہے۔ اس کا علم و عمل عام شروع کردیں۔ مشترک اغراض و مقاصد کے ساتھ قرآنی تحریک میں

حصہ لیں۔ پھر انشاء اللہ وہ سب کچھ ہو کر رہیگا۔ جو قرون اولی میں ہو چکا ہے
اور جس کا وعدہ آج بھی قرآن پاک میں موجود ہے۔

اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ۔ ترجمہ کیا
ابھی وہ وقت نہیں آیا جبکہ مسلمانوں کے دل اللہ تعالی کی کتاب (قرآن پاک) کی
طرف جھک پڑیں"۔ اور کیا وہ وقت ابھی نہیں جبکہ ہم متحد و متفق ہو کر اسلام کی روایات
کو نئے سرے سے پھر تازہ کر لیں۔ بہتر ذرقول کا معیوب آوازہ کسا جانا موقوف
ہو جائے اور ہم کہہ سکیں کہ اب ہم ایک قوم ہیں اور اقوام عالم کو اسلام کی دعوت
دینے کے قابل!

خاکسار
ابو محمد مصلح

مطبع اعظم اسٹیم پریس

عالمگیر قرآنی تحریک

کا

تعلق کسی خاص مذہب اور کسی فرقے سے نہیں

بلکہ

ہر فرقے اور ہر مذہب والوں سے ہے

نظامِ عالم جس کے اشارے پر قائم ہے وہ وہی ایک ذات ہے جو اپنی شان میں لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ارشاد فرماتا ہے اور جو ایک سے زاید معبود کی لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا کہہ کر نفی کرتا ہے اس نے دنیا کی ہر چیز کو انسان کے لئے پیدا کیا ہے هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا اور انسان کو اپنی عبدیت، اپنی محکومیت اور اپنی محبت کیلئے تخلیق کیا ہے۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ۔ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ اور لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ۔ إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ جس پر دال ہے۔ انسان خلیفۃ اللہ ہے۔ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً اس کی شان میں ہے۔ اس لئے اس کا فرض بھی بہت اہم ہے اور جبکہ کائنات کا ہر ذرہ اسی مصرف اور اسی کام میں

لگا ہوا ہے جس کے لئے اس کے پیدا کرنے والے نے اسے پیدا کیا ہے اور اس کے بغیر اذن ایک ذرہ بھی حرکت نہیں کرتا۔ لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ تو کیا اشرف المخلوقات کو اپنے پیدا کرنے والے خدا کی مرضی کے خلاف کوئی قدم بھی اٹھانا چاہیئے۔ اور زندگی کا کوئی لمحہ بھی بسر کرنا چاہیئے اور اگر ایسا ہے تو اس سے بڑھکر کوئی اور معصیت ہوسکتی ہے نہیں اور سو بار نہیں اور ہزار بار نہیں۔

انسان کے پیدا ہونے کی غرض لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ہے۔ انسان ایسا نہ سمجھے کہ اسے بیکار پیدا کیا گیا ہے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ۔ اور اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى سے صاف ظاہر ہے کہ غرض ہے اور احسن عمل کرانا مقصود ہے کیونکہ انسان کا قوام بھی احسن ہی ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۔ تو کیا جمادات، نباتات، اور حیوان مطلق تک کے اندر فطرتاً وہ مادہ ودیعت فرمادیا ہے جس پر وہ قائم ہیں اور انسان کو اس سے محروم چھوڑ دیا ہے؟ نہیں لَا وَاللّٰه نہیں۔ کیا اس نے کافر و مشرک اور فرقہ در فرقہ رکھنا پسند کیا ہے؟ خدا شاہد ہے کہ لاکھ بار نہیں اور کروڑ بار نہیں۔ اس عادل اور ارحم الراحمین نے ہر شخص کو فطرتاً حق پر پیدا کیا ہے۔

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا اور اس کا مطالبہ ہے كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ اور اسی فطرت کی خلاف ورزی کا نتیجہ اپنی ہلاکت اور جہنم کی دہکتی بے پناہ آگ ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ۔

اور انہیں قوتوں اور باتوں کا نام باطل اور شیطنت بھی ہے۔

حق ایک ہی ہو سکتا ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے باطل ہے وَمَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ اسی حق کے بتلانے اور سمجھانے کے لئے ہمیشہ سے وحی آسمانی کا نزول ہوا اور پیغمبران وقت مبعوث ہوا کیئے۔ کیونکہ ہر شخص اپنے پیدا کرنے والے کو جاننے اور اس کے حکموں کو ماننے پر فطرتاً مجبور ہے تاہم ان کے فرائض کا بتلا دینا بھی خدا ہی کا کام تھا اسی چیز کا نام شریعت رکھو یا دھرم شاستر۔ انہیں برگزیدہ ہستیوں کو انبیاء مرسلین کے نام سے یاد کرو یا اوتار وغیرہ کہہ لو۔ اسی کے متعلق ارشاد ہے وَمَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا اَنْتَ رَسُوْلٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ اور شروع میں سب ایک ہی تھے۔ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً پھر اب جو کچھ اختلافات ہیں اور جس پر قومیں اور فرقے جمے بیٹھے ہیں وہ کس کی طرف سے ہیں اکُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ یقیناً انہیں کی طرف سے ہیں ہرگز ہرگز خدا کی طرف سے نہیں اور پھر کیا اس کے باوجود بھی اس فضل و کرم والے عالم الغیب خدا نے قیامت تک کے لئے دنیا کو کوئی مکمل ہدایت نامہ، سچا رہنما اور صحیح نمونہ عطا نہیں فرمایا۔ اس کی تلاش نوع انسان کے ہر فرد پر لازم اور ضروری ہے اس سے بڑھکر اہم مقدس اور سب سے پہلے کرنے کا کوئی کام نہیں ہاں شرط یہ ہے کہ آباد اجداد کے طریقے کا پاس، رسم و رواج، اُوشمائے کہنے سننے کا خیال، تعصب، ہٹ دھرمی غرض جو بھی اس راہ میں حائل ہونے والی چیز ہو اس کو الگ کرنے کے بعد ادھر آنے کی ضرورت ہے۔ اور پھر یقیناً وہ شے حاصل ہو جائیگی جو ایک ہے اور حق ہے۔

اس وسیع زمین پر ایک اسلام بھی ہے جس کے متعلق ہے اِنَّ الدِّیْنَ

عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ اور اسی کو کسی جگہ دینِ فطرت اور دینِ قیّم بھی کہا گیا ہے
ان ہی پیغمبروں اور اوتاروں میں سے محمدؐ عربی بھی ہیں جن کو خاتم النّبیین
کمل ترنہ کافۃً لّلنّاس وغیرہ کا بھی خدائی خطاب اور عہدہ ہے اور انہیں
آسمانی پیغامات میں سے ایک آخری اور مکمل پیغام قرآنِ مقدس بھی ہے جو اَکْمَلْتُ
لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ
دِیْنًا کی خوشخبری دیتا ہے۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعَالَمِیْنَ کا آوازہ بلند کرتا ہے
اِعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا سے آگاہ کرتا ہے صِبْغَةَ اللّٰهِ
وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً کے رنگ میں سارے رنگ وزبان والوں کو
رنگ جانے کو کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے اور کیا لاجواب اور خوب کہتا ہے۔ یَا اَهْلَ
الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ
وَلَا نُشْرِکَ بِهٖ شَیْئًا۔ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَکُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ
وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا۔ شک وریب کی بیماریوں کو دور کرنے کے لئے
شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ اور شِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ۔ قرآن کے متعلق خدائے قرآن کا
ارشاد ہے۔ وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ
مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَاءَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ
فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ
وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ ہ اللہ اللہ اس کے بعد بھی ایسے انسان
ہیں جو اس سے گریز کریں اور بے پروائی برتیں۔ اُفٍّ لَّکُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ۔
مَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ۔ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ہ

قرآن پاک تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے۔ مُصَدِّقًا لِمَّا بَيْنَ يَدَيْهِ وہ تو اپنے ساتھ ہر اصلی مذہب کی کتاب پر ایمان لانے کو لازمی قرار دیتا ہے۔ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وہ تو کل انبیائے مرسلین کی فضیلت بیان کرتا اور خبریں دیتا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ۔ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ۔ خدارا آپ ہی بتلائیے کہ اختلاف کیوں ہے اور قوموں کے ایک ہونے میں کون سی وجہ مانع ہے۔ اور اگر ہے تو کیا وہ انسانوں کی ساختہ پرداختہ نہیں؟ اور کیا اس سے بڑھکر کوئی دوسرا قصور بھی ہو سکتا ہے اور کیا اس سے زیادہ کوئی سزا کی بات ہو سکتی ہے۔ دنیا میں کسی مدعی نے بھی اپنے گواہ کو جھٹلایا ہے۔ پھر قرآن مجید کی تکذیب کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ کیا مدعی اپنے مدعا کو خود غلط ثابت نہیں کر رہا ہے اس سے خود کے مذہب اور اس کے پیشوا کا بطلان نہیں ہو رہا ہے اور اگر امر واقعہ یہ ہے تو کیا دنیا کو قرآن مقدس کو قبول کرنا ناگزیر نہیں۔ کیونکہ دوسرے معنوں میں اس کی قبولیت ہی اپنے اپنے مذہب، کتاب، نبی اور اوتار وغیرہ کی تصدیق ہے۔

پس اگر عیسائیت، موسویت، بودہ ازم، ہندو ازم وغیرہ کوئی چیز ہیں اور ضرور ہیں تو وہ اسلام پیغمبر اسلام، اور اسلام کی اصولی اور مرکزی چیز قرآن میں ہیں۔ ایک سچا عیسائی سچا موسوی، سچا بودھسٹ، سچا ہندو اور سچا پارسی وغیرہ بھی وہی ہے جو سچا مسلمان، سچا محمدی اور سچا قرآنی ہے اور ٹھیک اسی طرح سچا مسلمان، سچا محمدی اور سچا قرآنی وہی ہے جو سچا عیسائی، سچا موسوی، سچا بودھی، سچا ہندو اور سچا پارسی وغیرہ بھی ہے۔

غور کرنے سے انسانوں کے اندر اتنی چیزیں مشترک ملیں گی کہ اختلاف کی کوئی قدر باقی نہ رہے گی۔ مذہب کے اندر بھی اصولی اور فروعی اختلافات اسی قبیل سے ہیں اس تجربہ کے بعد اگر کچھ اختلافات باقی بھی رہ جائیں تو انہیں بہر حال مٹا کر ہم ایک خدا کے فرماں بردار ہو سکتے ہیں۔

ضرورت کے لئے مشرق سے مغرب، مغرب سے مشرق، کالے سے گورے گورے سے کالے، عیسائی سے مسلمان، اور مسلمان سے ہندو ملتے دیکھے جاتے ہیں تو کیا منشائے خداوندی کے پورا کرنے سے بڑھکر بھی انسان کے لئے کوئی دوسری ضرورت ہو سکتی ہے۔ اسی طرح لیگ آف نیشن کا قیام ہو سکتا ہے ایشیائی لیگ کی ضرورت محسوس کیجا سکتی ہے۔ بلکہ مذاہب عالم کی کانفرنس کا انعقاد بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن حوصلہ کر کے سب کچھ چھوڑ کر ایک کو نہیں پکڑا جا سکتا؟ اگر یہ نہیں ہو سکتا ہے تو پھر دنیا میں کچھ بھی ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر یہ نہیں کیا جا سکتا ہے تو پھر جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ فضول ہے اور بکواس ہے۔

بادی النظر میں یہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بڑی مشکل ہے مگر دراصل مشکل نہیں ذہنیت میں ذرا تبدیلی کی ضرورت ہے۔ موجودہ مذاہب کی طرفداری نہیں بلکہ حق کی تلاش اور اس کا اختیار کرنا مدنظر ہو جائے تو راہ ایک اور منزل مقصود سامنے ہے۔ آج ہو یا کل دنیا قرآنی ہی دنیا ہو سکتی ہے۔ پائدار امن و امان صحیح معنوں میں قرآن حکیم کے علم و عمل میں ہے۔ انسانیت کا مفہوم اسی کے اندر ہے اور انسانیت کا فرض اسی سے ادا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا لازم ہے کہ قومیں حق کی تلاش میں آگے بڑھیں اور مسلمان مجموعی طاقت کے ساتھ اللہ کی امانت کتاب اللہ کو حقداروں تک پہنچا دیں

حق کی آواز کا ایک بار دنیا کے ہر انسان تک پہنچا دینا اسلام کے ہر نام لیوا کا سب سے بڑا فرض ہے اس لئے ہر مسلمان کو مجموعۂ اوامر و نواہی یعنی قرآنِ پاک کو بغیر کسی فرقہ بندی کے علم و عمل میں لانا لازمی چیز ہے۔ اگر یہ کام مشکل ہے تو اور بھی بہت زیادہ یقین اور کوشش کے ساتھ کرنے کی ضرورت ہے۔

عالمگیر "قرآنی تحریک" کا یہی مقصد ہے "مقدس تجاویز" اسی لئے پیش کی گئی ہیں اس کا تعلق فرقہ بندی سے نہیں۔ کسی فرقے اور کسی خاص مذہب سے نہیں ہے اور نہ ایسا ہو سکتا ہے۔ بلکہ ہے تو ہر فرقے اور ہر مذہب والوں سے ہے لیکن اسی قدر جتنا قرآنِ پاک خود اجازت فرمائے۔

بہر حال " عالمگیر قرآنی تحریک " اور " مقدس تجاویز " اس لئے قابلِ غور، قابلِ لحاظ اور قابلِ قبول ہے۔ کہ اس کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قُلُوْبِنَا وَ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ آمین ٥

خادمِ خلائق

ابو محمد مصلح

مُبلّغ قرآن

قرآنی تعلیم و تبلیغ کے متعلق چند مشورے

قرآن کو قرآن کیلئے جاننا چاہیئے۔ قرآن کسی خاص فرقے، کسی خاص قوم، کسی خاص شخص یا کسی خاص زمانے کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ اِس کے اندر ہر نافرمان کے لئے جھڑکیاں اور ہر فرماں بردار کے لئے آسمانی بشارتیں موجود ہیں، وہ ہر وقت ہر ہدایت کے طلبگار کو راہ دکھانے کے لئے طیار ہے وہ اپنے ماننے والوں کو متحد و متفق دیکھنا چاہتا ہے، وہ اقوامِ عالم کو اتحاد و اتفاق کا پیغام دیتا ہے۔ اور وہ ہر زمانہ کی زندہ تفسیر ہے۔

قرآن پاک انسان کے رنگ میں ڈھلنے کے لئے نہیں ہے بلکہ ان کو اپنے رنگ میں رنگین کرنے اور اپنے سانچے میں ڈھالنے کے لئے ہے۔ اس کے معنی و مطالب مخلوق کی متابعت کے لئے نہیں ہیں بلکہ اِن کو اپنا تابع بنانے اور خدائی حکومت کے قیام، خدائی عبدیت اور محبّت الٰہی کا درس دینے کے لئے ہیں۔ اس کا علم عمل کے لئے ہے وہ رسمیات اور خوش اعتقادی کی چیز نہیں بلکہ زندگی کے ہر لمحہ کا دستور العمل ہے۔ لہٰذا اگر قرآن کا علم اور تلاوت عمل کے لئے نہیں ہے تو وہ بیکار ہے قرآن اپنے عمل کرنے والوں کو دین اور دنیا دونوں جتینے کا ذمہ دار ہے۔ اور یہ سب اسی وقت ممکن ہے جبکہ قرآن کو قرآن کے لئے جانا جائے۔

قرآن معنی و مطلب کے ساتھ قرآنِ پاک کی تلاوت خواہ کوئی کرے اور کسی وقت

کرے۔ قرآنِ پاک کی تعلیم خواہ کوئی دے یا کوئی حاصل کرے۔ بے معنی و مطلب کے ہرگز نہیں ہونی چاہیئے۔ اور نہ ہی صرف ثواب کی نیت سے ہو کہ اس سے بڑھ کر کتاب اللہ کی مہجوری کا اور کوئی سبب نہیں ہو سکتا۔ اور اس سے بڑھ کر اس کا کوئی غلط استعمال نہیں۔

تعلیم و تبلیغ میں عمومیت
قرآنِ حکیم انتہائی آسان اور انتہائی بلیغ بھی ہے۔ جس طرح دنیا کا کوئی بڑا عالم یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اسنے حقائق و معارفِ قرآن کو ختم کر دیا۔ اسی طرح عامی انسان بھی یہ عذر پیش نہیں کر سکتا کہ قرآن اُس کی سمجھ سے باہر ہے۔ اور وہ قرآن کے جاننے اور سمجھنے سے قاصر ہے، نوعِ انسان کی فطرت سے باخبر ذاتِ بزرگ نے جب یکساں طور پر سب کے لیئے اس کو نجات کا واحد ذریعہ قرار دیا ہے تو یقیناً اُن کے علم و عمل کے لائق ہی اسکو بنا کر نازل فرمایا ہے۔ لہٰذا اس کی تعلیم و تبلیغ کی رُوح رواں عمومیت ہے۔ مرد، عورت، بچے، جوان، بوڑھے، خواندہ اور ناخواندہ سب کے لئے اس کی تعلیم و تبلیغ لازمی ہے۔

مسجدوں کے ذریعہ
محلّے کی مسجدوں میں بعد نمازِ صبح اور بعدِ مغرب یا عشاء، ان لوگوں کے لئے درسِ قرآن قائم کیا جائے جو اس محلّے کے رہنے والے یا مسجد کے مقتدی ہوں۔ انہیں صرف ایک یا دو آیتیں نماز کے بعد سنائی جائیں پھر معنی و مطلب مع اس کی غرض و غایت کے اچھی طرح ذہن نشین کیا جائے، جو لوگ بے پڑھے لکھے ہوں ان کو بھی یہ کہکر مفہوم سے آگاہ کیا جائے کہ یہ تمھارے پیدا کرنے والے کا تمھارے نام ایک فرمان ہے جس کے مطلب سے تمھیں آگاہ ہونا لازمی ہے،

اور یہ اس لئے ہے کہ تم اس کو جان کر عمل کرو۔ اس کے مفہوم کو اچھی طرح ذہن نشین کرو۔ اور پھر اس پر عمل پیرا ہو۔ یہ بھی بتایا جائے کہ

مسجد سے جانے کے بعد یہی بات اپنے گھر والوں کو تمھیں خود بتانی ہے۔ قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا۔ قرآن شریف میں ہے جسکا یہی مطلب ہے کہ تم اپنے کو بھی دوزخ سے بچاؤ اور اپنے گھر والوں کو بھی، اس میں چاہے مرد ہوں یا عورت بوڑھے ہوں یا بچے، مسلم ہوں یا غیر مسلم، تمھاری خادمہ ہو یا ملازم غرض جو بھی ہو اُن کو بتلاؤ کہ تمھارے مالک حقیقی نے جو تمھارے لئے ہدایت نامہ بھیجا ہے اور آج جس کا کچھ حصہ سنکر میں مسجد سے آرہا ہوں وہ یہ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے۔

گھر والوں کو ہر روز سنانے اور سمجھانے کے بعد تب پھر اپنے اپنے کام پر جانا چاہیے۔ چاہے وہ تجارت ہو یا کاشت کاری، ملازمت ہو یا کچھ اور، اب جس قدر وقت وہاں گذارنا ہو اپنے پچھلے اور اس دن کے پڑھے ہوئے یا سیکھے ہوئے قرآن کے مطابق ہو۔ پھر ہر معاملہ اور ہر کام میں وہ باتیں مستحضر رہیں۔ اگر کسی سے ملاقات ہو جائے اور بات چیت کا موقع ملے تو سب سے زیادہ ان ہی اوامر و نواہی کی تعلیم و تبلیغ سے وابستہ ہو کیونکہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ کی مصداق بننا ہی ہے اور وہ اسیطرح ہوسکتا ہے کہ مجموعۂ اوامر و نواہی قرآن علم و عمل میں ہو اور اَمْر بِالْمَعْرُوْفِ اور نہی عَنِ الْمُنْکَر زندگی کا مقصد قرار پائے۔

مسجدیں مدرسہ بایں

مسجدیں اس لئے ہونی چاہئیں کہ امام مسجد یا کوئی اور معلم جن کی کفالت اہل محلہ

اور اہل بستی کے ذمّہ ہو وہاں کے بچّے اور بچیوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیں۔ ان کے علاوہ دوسری قوم کے لوگوں کے لئے بھی تعلیم کا دروازہ ہر وقت کھلا رہے۔ تعلیم دیتے وقت معلّم کو متعلّم کی ہر حیثیت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ مریض سمجھکر جملہ لوازمات علاج مدِ نظر رہیں مُبلّغ سمجھ کر فرائض تبلیغ، اور مجاہد سمجھکر احکامِ جہاد اگر نہ دیا گیا ہو تو درس نامکمل رہا۔ رسمیات۔ خوش عقیدگی اور بےمعنی و مطلب کی بات، کوئی چیز نہیں سرگرمِ عمل کرنا اور بیش از بیش فوائد کا خیال رہے۔ زمانہ حال کے مطابق تفسیر کیجائے اور جس احول کے اندر ہوں اس کے ہوتے ہوئے بھی قرآن پاک ان کی رہنمائی کرسکے اور اعلیٰ وارفع مقام تک پہنچائے۔ الغرض قرآن حکیم کی تعلیم سے جملہ امراض دور ہوں، اور شفائے کلّی حاصل ہو جو قطعاً جاہل ہوں اُن کو ایک خط یا تار کے مضمون کی طرح آیت شریف کا مطلب سمجھا یا جائے کیونکہ اُن کے لئے یہی کافی ہے۔ معلّم اور امام جدید ہی لوگ مقرر کئے جائیں جو اس طرح کی تعلیم و تبلیغ کو اپنا فرض سمجھیں اور جو معنی و مطلب کے ساتھ قرآن پاک کو پھیلانا اپنی زندگی کا مقصد قرار دیں

بچّے اور بچیاں | بچّے اور بچیاں چاہے کتنی ہی کم عمر کی ہوں ان کی بسم اللہ، قرآن پاک سے ہونی چاہیئے اور وہ بھی معنی و مطلب کے ساتھ کیونکہ بےمعنی تو دنیا میں کوئی کتاب بھی نہیں پڑھائی جاتی۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ قرآن جیسی ضروری کتاب ہی صرف اس مصیبت میں مبتلا کردی جائے ناظرہ خوانی کی نہ تو قرآن تعلیم دیتا ہے، نہ خدائے قرآن کا یہ منشاء ہے، یہ اپنی اُپج اور اپنی خواہش ہے جو قبول نہیں ہوسکتی۔ یہ عذر کہ بچّے اس قابل نہیں ہوتے بالکل نامسموع اور اُستاد کی ناقابلیت کا ثبوت ہیں۔ قابل کوئی بھی نہیں ہوتا۔ بنانے والے قابل بناتے ہیں۔ پھر ناقابلیت کا خمیازہ قرآن پاک کو

کیوں برداشت کرنا پڑے کہ وہ بے معنی ومطلب کا رواج دیکر جسم بے جان کردیا جائے۔

قرآن مجید کو کسی چیز کا محتاج نہیں بنانا چاہیئے۔ بلکہ ہر چیز کو قرآن پاک کا محتاج سمجھنا چاہیے اس لئے کسی کتاب کو قرآن کے جاننے کے لئے لازمی سمجھنے کی ضرورت نہیں۔ مثلاً قواعد بغدادی وغیرہ بغیر پڑھائے ہوئے ہی قرآن پاک شروع کرایا جاسکتا ہے۔ اور سب کچھ اسی سے بتلایا جاسکتا ہے۔ حروف شناسی، ان کے ٹکڑے، جوڑ اور ان کی ملاوٹ، حرکت، الفاظ بہتر طریقوں سے شناخت کرائے جاسکتے اور مشق کرائے جاسکتے ہیں۔ الحمد میں الف، لام، حا، میم اور دال کی شناخت وقت دو وقت یا اتنی دیر میں ممکن ہو ختم کرانے کے بعد ملاوٹ اور ہجے کرانی چاہیئے اور پھر صحت و مخارج کے ساتھ ہی الفاظ ادا کرانا اور یاد کرانا چاہیئے۔

قرآن مجید کا کوئی حصہ یا کوئی پارہ ہو یا زبانی تعلیم دی جارہی ہو ہر دو صورت میں معنی ومطلب کے ساتھ ہی ساتھ ہو۔ اس کو جسم اور جان کی مثال کے مانند سمجھنا چاہیئے۔ یعنی اب متن کے بعد لفظ الحمد کے نیچے اردو یا فارسی یا کسی زبان کے معنی لکھے ہوئے ہوں اس کو بھی اسی طرح حروف شناسی وغیرہ کے بعد پڑھانا اور سمجھانا چاہیئے۔ اگر دن کے اول وقت "الحمد" کا سبق ہوا ہے تو دوسرے وقت "سب تعریف ثابت ہے" کا سبق ہونا چاہیئے اور پھر اس کے بعد "اللہ" کا سبق ہوکر پورے جملے کا مطلب متعلم کی سمجھ کے لائق ذہن نشین کرانا چاہیئے۔ پارہ ہمیشہ باہمی متمال کرانا چاہیئے اس طریقہ پر متعدد زبانیں سکھائی جاسکتی اور پڑھائی جاسکتی ہیں دنیا کا ہر علم اور ہر ایجاد جو اب تک منظر عام پر آچکی ہے یا آئندہ ظہور پذیر ہوں ان سب کی اصل قرآن پاک میں موجود ہے۔ لہذا صرف اس ایک کتاب کی صحیح تعلیم تمامی

علوم و فنون کی جڑ قائم کردینے والی ہونی چاہیئے۔

آسمان و زمین میں یہ جو کچھ ہو رہا ہے خدا کا کام ہے۔ اور قرآن پاک اس کا کلام، پس ان ہر دو کی تفسیر و مطابقت ضروری ہے۔ اس طرح کی تعلیم کا بیک وقت فائدہ ہونا چاہیئے کہ دو علم سے متعلم مالامال ہو جائے۔ یعنی قرآن مجید کے علاوہ اردو، فارسی، عربی، انگریزی، وغیرہ میں سے جو بچہ پڑھانا ہو اس کو ترجمے سے پڑھایا جائے تو گویا ان چیزوں کے علیحدہ علیحدہ پڑھانے کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔

قرآن پاک چونکہ بے مثل و لاجواب کتاب ہے اس لئے اس کے اندر جس طرح سے مضامین کے بحر ذخار موجیں مار رہے ہیں اسی طرح ہر پایہ پہنچانے والے کے لئے آیات موجود ہے۔ جہاں فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ ہے وہاں وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ بھی ہے لہذا کوئی وجہ نہیں کہ بچے بھی اپنی بساط کے موافق فائدہ نہ اٹھا سکیں بلکہ یہی وقت ہوتا ہے کہ ان کے اندر اصول کا بیج مضبوط بو دیا جائے۔ اگر متن کے دو پارے اچھی طرح پڑھا دیے جائیں تو پھر پورا قرآن پاک اپنی کوششوں سے پڑھنے میں آسان ہو جائے اور اگر نصف قرآن معنی و مطالب کے ساتھ محنت کر کے پڑھا دیا جائے تو پھر نصف پندرہ پاروں کے اندر بہت کم ایسے الفاظ ملے آئیں گے جو نئے ہوں اس کے پڑھنے سے عربی سیکھی جا سکتی ہے۔ اور قرآنی عربی دنیا کی مشترکہ زبان بن سکتی ہے۔ قرآن پاک کا یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ اس کے اندر ہر طرح کی آسانیاں اور ہر طرح کی خوبیاں ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ وہ کلام بھی ایسی ہی خوبیوں والے بے مثل خدا کا ہے۔

استاد کا انتخاب | استاد کے فرائض نہایت اہم ہیں ان کا انتخاب سمجھ کر عمل میں لانا چاہیے

بچوں پر بوجھ ڈالنا، اور مار پیٹ کرنا معلم کی کمزوری اور نالائقی ہے۔ محنت اور دلسوزی سے کام نہیں لیا گیا تو کچھ بھی نہ ہوگا۔ والدین اس کا ازحد خیال کریں۔ قرآن کا اثر وہی استاد پیدا کرسکتا ہے جو خود بھی متاثر ہو۔

فرقہ بندیوں کی شکست محلے کے لوگ ہوں، یا مقتدیٔ مسجد، مسلمان ہوں یا غیر قومیں، شیعہ ہوں یا سُنّی، غرض جو بھی ہوں ان کو بغیر کسی مذہب یا فرقہ کا خیال کئے ہوئے درس میں شریک کرنا چاہیئے۔ فرقہ بندیوں پر اعتراض و محاکمہ یا طنز و تعریض سے احتراز لازمی ہے۔ متعصب شخص بجائے فائدے کے حق کو نقصان پہنچاتا ہے کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ طالب علم میں خود بخود یہ صلاحیت قرآن پاک پیدا کردے کہ وہ جو کچھ کرے یا کسی دوسرے سے سُنے اُسے قرآنی معیار پر جانچ سکے۔ یہ بات قرآن پاک کے سانچے میں ڈھلنے والے کو ضرور نصیب ہو جائے گی۔ لیکن اسکو نہیں جو قرآن پاک کو خود ہی اپنے مطلب پر ڈھالتا ہو۔ اس طرح وہ خدا کے منشا کے اندر نہیں آنا چاہتا ہے بلکہ حاکم بدہن خدا کو اپنے منشا کے مطابق بنانا چاہتا ہے۔
نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔ اللّٰھم احفظنا من کل بلاء۔
اُدعُ الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ پر نگاہ رکھنی چاہیئے اعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کو ہرگز نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ فرقہ بندی کی حمایت سے اس کی پرورش ہوتی ہے۔ یہ مٹانے اور شرم کرنے کی چیز ہے نہ کہ قائم کرنے اور فخر کرنے کی۔

اپنی تعلیمگاہوں کا دروازہ مسلمان غیر قوموں پر بند کر دیتے ہیں اور یہ عجیب بات ہے کہ اس کو اسلام کی خدمت سمجھتے ہیں۔ اپنی مجالس وعظ وغیرہ میں ان کی

ان کی شرکت کو اور قرآن کے درس میں ان کے شریک ہونے کو بُرا سمجھتے ہیں پس یہ اسلام کی ترقی کا روک دینا ہے نہ کہ ترقی ہے حکم ہے یَا اَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاۤءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ جب اسلام یہ ہے اور قرآن یہ حکم دیتا ہے تو ہم اس کی خلاف ورزی کرنے والے کون ہوتے ہیں جب غیر قوموں کے لئے یہ حکم ہو تو خود مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کی کیوں شکست نہ کیجائے مگر اس طرح نہیں کہ وہ ایک نئی مصیبت کا باعث بن جائے۔

خطیب اور امام مسجد کو چاہیے کہ وہ اپنی مسجد اور ممبر کو مسجد نبوی صلعم کے نمونہ پر ڈھالیں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے معلم و رہنما تھے، ان کی مسجد اور ان کا ممبر ہدایت کا پلیٹ فارم اور مدرسہ تھا۔ یہیں وہ سب کچھ انجام پاتا تھا جس کے لئے آپ کی بعثت ہوئی تھی۔ قرآن پاک آپ پر نازل ہوا تھا اور اسی کی تعلیم وتبلیغ کے لئے آپ کی زندگی مبارک تھی اور آپ جب اس دار فانی سے تشریف لے گئے تو اسی کو ہمارے لئے چھوڑ گئے۔

گھر کی تلاوت | اللہ تعالیٰ اپنے پاک ذکر کے لئے صبح وشام اُٹھتے بیٹھتے کثرت کے ساتھ ارشاد فرماتا ہے اور قرآن مجید مکمل ومجموعہ اذکار ہے۔ خود اس کا نام بھی ذکر ہے۔ اس لئے اور اس لئے بھی کہ قرآن شریف میں اس کے پڑھنے اور تلاوت کرتے رہنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ کلام اللہ اللہ تعالیٰ کا نفسی کلام ہے اس کی تلاوت اللہ تعالیٰ کے کلام کو دُہراتا تو ہے ہی بلکہ اگر اس درجہ کی تلاوت کیجائے جو حق تلاوت کو ادا کرتی ہو تو اس کے بعد انسانیت کا کوئی درجہ باقی نہیں رہ جاتا۔ تکمیل انسانیت اسی سے ہوتی ہے جس نے جو کچھ پایا اسی سے پایا ہے۔

کوئی غوث، کوئی قطب اس کی محتاجی سے آگے نکل نہیں سکتے۔ اور ان کا سب سے بڑا ہادی اور سب سے زیادہ مقدس ذکر یہی رہا ہے۔ اس لئے ان کے پیروؤں کو بھی اس ذکر کو حرزِ جان بنانا ہے۔

قرآنِ شریف چونکہ اسی لئے نازل ہوا ہے کہ لوگ اس کو پڑھیں، جانیں اور عمل کریں۔ تو اس کی تلاوت خدائے پاک کی کامل خوشنودی ہوگی۔ دیگر وردو وظائف او تسبیح وتہلیل اگرچہ بہت بہتر ہوں مگر پھر بھی انسانوں کے تالیف وتصنیف ہوتے ہیں یہ خدا کے کلام کی جگہ نہیں لے سکتے۔ جو لوگ گھنٹوں ایسے ورد و وظائف میں لگے رہتے ہیں جو مختلف اغراض کے لئے ہوتے ہیں وہ اپنے دل کی طفل تسلی سے کام لے لیں مگر وردِ قرآن سے محرومی کی تلافی نہیں کرسکتے۔ کلام اللہ کے ہوتے ہوئے یقیناً دوسری چیز کا حاجت مند ہونا نہ تو عقلمندی ہے اور نہ قرآنِ پاک کا حق ادا کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ جو وقت دوسری طرف دیا جائیگا وہ اس وقت قرآنِ پاک کو چھڑانے والا ہوگا۔ غیر کی چیز کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے کلام کا چھوڑا جانا ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو بھی پسند نہ آئیگا اور جو اس کو پسند نہ آئے وہ ہمارے کس کام کا۔ یہی سبب ہے کہ قرآنِ پاک کے ہوتے ہوئے صاحب قرآن آنحضرت صلعم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تورات کے اجزا کو لئے ہوئے دیکھ کر سخت تہدید فرمائی اور آپ کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ اگر آج موسیٰ بھی ہوتے تو انہیں ہماری اتباع کرنی پڑتی۔ یعنی قرآن کو اختیار کرنا پڑتا۔ اور یہی سبب ہے کہ قرآنِ پاک کے ہوتے ہوئے کسی مذہبی کتاب کی ضرورت باقی نہ رہی۔ جس کو دوسرے لفظوں میں تنسیخ کہا جاتا ہے حالانکہ ہر کتاب آسمانی اپنی اپنی جگہ پر باعظمت ہے

بلکہ قرآنِ پاک ان سب کا مصدق اور ان سب پر ایمان لانے کو فرماتا ہے۔ مگر اس کے سوا کوئی چیز قابل علم وعمل نہ رہی اور حق یہ ہے کہ ضرورت بھی باقی نہیں رہی۔

زبور و وید یا توریت یا انجیل کچھ بھی ہوں کسی کی کیا ضرورت ہے کلام کے ہوتے

یہ وہ کتاب ہے جس کے ہمہ صفت موصوف ہونے میں کچھ بھی شبہ نہیں، اس کے مضامین کا تنوع، خوبیٔ بیان، طرزِ استدلال، اعلیٰ وارفع خیالات، پاکیزہ تعلیم، بابرکت اثرات اور فوائد کا کون ہے کہ مقابلہ کر سکے اور اس بدقسمت کو کیا کہا جائے جس کو آسمان کی چیز ملی ہو اور وہ اس کو زمین کی چیز سے بدل ڈالے۔ حضرت موسیٰ کی قوم کو اسی طرح کی کفرانِ نعمت پہ کیسی سزا ملی۔ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ بِالَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ۔ پس آج مسلمان اسی کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ قرآن جو اعلیٰ ہے اس کو چھوڑ کر ہر ادنیٰ کو حرزِ جان بنائے ہوئے ہیں لہٰذا خدا کی ناراضگی ضروری ہے۔ یہ کیا ہے کہ خدا کے بتلائے ہوئے ورد و وظائف اور دیا ہوا عطیہ موجود ہو اور ہم انسانوں کے چند الفاظ کے محتاج اور شیدائی بن جائیں حالانکہ یہ سب چیزیں اپنی اپنی جگہ پر اچھی اور فائدہ کی ہیں مگر ان کا مصرف یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ انسان ان کو اپنا وظیفہ بنالے۔ اور اللہ کے کلام کو محرومی کی حالت میں ڈال دے۔ یہی وہ لوگ ہوں گے جو آنحضرت صلعم کی ذریعہ کا موجب بنیں گے۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۔ رسول ؐ فرمائیں گے۔ اے رب میری قوم نے قرآن کو مہجوری کی حالت میں ڈال دیا تھا یعنی جو اس کا مصرف تھا اس سے نہ لیا۔ اور ایک طرح سے اس کی ہتک کی۔ العیاذ باللہ دنیا کی ساری لائبریریاں اور کتب خانے ایک طرف اور قرآنِ پاک کی ایک جلد ایک طرف رکھی جا

تو موخرالذکر کا ہی پلہ گراں ہوگا۔ یہی سبب ہے کہ حضرتنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن پر تورات کا واقعہ آنحضرت صلعم کے سامنے گذر چکا تھا اپنے عہدِ خلافت میں حدیث نبوی کے جمع کرنے کے روادار نہ تھے اور فرماتے تھے کہ کتاب اللہ شریف کے ہوتے ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں اور کیوں ایسا نہ ہوتا کہ دنیا کے سب سے بڑے اُستاد پیغمبر آخر الزماں آنحضرت صلعم بھی ایک وقت میں ارشاد فرما چکے تھے کہ مجھ سے صرف قرآن کو لکھو حالانکہ آپ کے اقوال اور آپ کے اعمال سب کے سب آج بھی قرآن پاک کی شرح اور تفسیر ہیں۔ اور قرآن کے بعد دنیا کی ہر تحریر و تقریر سے بہتر اور اعلیٰ و افضل ہیں۔

ارشاد ہے کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اس میں قرآن پڑھا کرو پھر کیا کسی گھر کو اس سے خالی ہونا چاہیئے۔ کسی شخص کی اس سے بڑھ کر بدبختی نہیں ہو سکتی کہ وہ قرآنِ پاک کو پس پشت ڈالے یا غلط معنوں میں استعمال کرے۔ مسلمان اور ان کے گھروں کی اس سے بڑھ کر کوئی نحوست و تباہی نہیں کہ وہ قرآن شریف کی تلاوت سے کورے بختے نہ رہیں۔

جس گھر میں خدا کا ذکر نہ ہو جس دل میں کسی کی یاد نہ ہو
برباد رہے برباد رہے آباد نہ ہو آباد نہ ہو

اگر آسمان و زمین کے درمیان سے قرآنِ پاک اٹھا لیا جائے تو پھر باقی کیا رہ جاتا ہے یہ نہ ہو تو سچا رہنما نہ رہا۔ اور یہ اٹھ جائے تو آفتابِ علوم و فنون کا غروب اور سارے خیر و برکات کو معدوم سمجھو۔ یہ تنہا یونیورسٹی بھی ہے اور پروفیسر بھی، کتاب بھی ہے اور کتب خانہ بھی، ایک شخص کے سینے میں اگر قرآن ہے تو وہ دریا کو کوزے میں بند کئے ہوئے ہے جس کے سینے پر یہ حائل ہے گو یا وہ ان سب مذکورہ بالا چیزوں کو

جہاں جاتا ہے ساتھ لئے ہوئے ہے۔

مصلح ہمارے ہاتھ میں قرآن پاک ہے، گویا ہوں کائنات کا سامان لئے ہوئے

اس نیت سے اگر ایک اسکندریہ کا کتب خانہ نہیں بلکہ روئے زمین کی ساری کتابیں بھی ضائع ہو جائیں۔ تو کوئی پروا نہیں کہ منبع علوم و فنون اور جامع کتب قرآن کافی ہے۔

بہرحال جس طرح ہر چیز کی غرض و غایت ہوتی ہے اور اس کا ایک خاص مصرف ہوتا ہے اسی طرح قرآن پاک اس لئے ہے کہ پڑھا جائے اور جس وقت موقع ہو اس کی تلاوت میں اپنے گھر کے ہر فرد بشر کو شریک کر لیا جائے علحدہ بیٹھکر پارے دو پارے پڑھ لینے کو ہی تلاوت نہیں کہتے بلکہ صرف ایک۔ دو آیتیں ہی تلاوت کیجاتی ہیں۔ مگر معنی و مطلب کے ساتھ عمل کرنیکی نیت سے ہو غور و فکر و تدبر کو ہرگز ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہیے جو آیت تلاوت کی جارہی ہو اس کے متعلق سوچنا چاہیے کہ اللہ تعالےٰ اس میں کیا تبلانا چاہتا ہے۔ اس کو خود بھی مفہوم کرنا چاہیے اور اپنے گھر والوں کو بھی اس سے آگاہ کرتے جانا چاہیئے۔ دائی، ماما اور نوکر چاکر سب کا حق ہے کہ ان کو اپنی تلاوت میں شریک کیا جائے۔

پہلے آیت شریف کو عمدہ قرأت کے ساتھ پڑھکر سنایا جائے ہو سکے تو ازبر کر لینے کو کہا جائے پھر ایک ایک لفظ کے معنی بتلائے جائیں پھر جملے اور آیت کا مطلب سمجھایا جائے۔ مفہوم کو ذہن نشین کر کے حرام و حلال، اوامر و نواہی، ثواب و عذاب خوشخبری اور ڈراوے سے آگاہ کیا جائے ان کو اللہ کا بندہ بنانے کی فکر کی جائے خدائی حکومت میں آنے کو کہا جائے اور محبت الٰہی کا ذوق پیدا کرایا جائے ان کی مذہبی و اخلاقی حالت کو درست کیا جائے۔

غور کرنا چاہیئے کہ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو مستورات وغیرہ کیونکر کتاب اللہ سے واقف ہوں گی اور پھر بچے اور بچیاں کیونکر صالح بنیں گی اور انصاف کرنا چاہیے کہ بے کس و لاچار ملازم پیشہ کو کون درست کریگا اور ان سب کے لئے دوسرا کون سا معلّم اور کون سا وقت آئیگا۔ جبکہ یہ اپنے پیدا کرنے والے کے عائد کردہ فرائض سے واقف ہوں گے۔ ان کی بہتری اور ان کے اخلاق کی درستگی ان کے عارضی آقاؤں کے لئے بھی سود مند ثابت ہوجائیگی۔

مدارس و مکاتیب مدارس و مکاتیب وغیرہ میں قرآن پاک بامعنی کی تعلیم لازمی قرار پائے والدین ایسے ہی مدرسے اور مدرّس کا اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے انتخاب کریں۔ ایسی تعلیم گاہیں قائم کیجائیں، ایسے مدرس پیدا کیے جائیں۔ سرکاری نصاب میں اس کا داخلہ کرایا جائے۔ چونکہ تعلیم گاہ میں جو کچھ مدرس بتلاتے ہیں ان کا سیکھنا متعلّم پر ضروری ہوجاتا ہے اس لیے شروع ہی سے اگر بچوں کو اس کا درس دیا گیا تو اس سے بچوں کی بنیاد درست ہوجائیگی۔ ایمان و یقین پیدا ہوجائیگا۔ قرآن کی تعلیم انھیں کامیاب انسان بنادیگی۔ جس سے مجاہد فی سبیل اللہ بننے کا ولولہ پیدا ہوگا اور دنیا کے اندر کچھ کر دکھلانے کی ہمّت ہوگی۔ یاد رکھنا چاہیے کہ تعلیمگاہوں نے اگر یہ باتیں پیدا نہ کیں اور قرآن پاک تمامی انقلابات کا باعث نہ بن سکا اور اللہ کے بتائے ہوئے قانون نے انسان کے قوانین کے تار و پود بکھیر نہ دیے تو پھر ساری تعلیم ہیچ ہے۔ اور جو کچھ کیا جارہا ہے وہ بھی ادھورا نامکمل ہے جو نہ انسانیت کے شایان شان ہے اور نہ اسلام کے حسب حال ہے مسلمانوں کے لئے یہ قطعاً زیبا نہیں کہ ان کی اصولی اور مرکزی مذہبی کتاب سب سے پہلے ان کے بچوں کے

علم و عمل میں نہ آئے۔ سر رشتہ تعلیم، اسلامی ریاستیں اور اسلامی حکومتیں اگر یہ فرض اپنے اپنے اختیارات کے اندر بھی انجام نہیں دیتیں تو یقین ماننا چاہیے کہ وہ کچھ نہیں کرتی ہیں۔ اسلامی مدارس کو بھول نہیں جانا چاہیے کہ ان کے سردار معلم و عالم، مجاہد اعظم محمد عربی صلعم کا مدرسۂ مبارک مجاہدوں کا لشکر بھی طیار کرتا تھا۔ دنیا پر حکمرانی کے لائق بھی بناتا تھا۔ خلقِ خدا کا ہمدرد بھی کرتا تھا، سچا عابد و زاہد گردانتا تھا اور وہ کیا تھا جو اس مدرسہ میں نہ تھا۔ پس آج بھی ہماری تعلیمگاہوں کو اسی نمونہ پر ہونا چاہیے۔

بزم قرآن | مسلمانوں کی مجلسیں نادِیْکُمُ الْمُنْکَر یعنی ناپسندیدہ صحبتوں کے تحت میں نہیں آنی چاہیں۔ ان کی مجلسیں ایسی ہونی چاہئیں جس میں فرشتے بھی شریک ہونے کو اپنا فخر سمجھیں۔ چاہے ان کی نشست کسی قسم کی ہو مگر اس میں ایسے تذکرے نہ ہوں کہ باپ اپنے بیٹے کو ساتھ نہ بٹھا سکے یا بڑا بھائی چھوٹے بھائی سے حجاب کرنے پر مجبور ہو یا ڈر رہے کہ اگر بڑوں نے ایسا کیا تو چھوٹے بھی اس کی وجہ کو معلوم کئے بغیر نہ رہیں گے اور وہ پھر اپنے لئے ایسے ہمراہیوں کو تلاش کریں گے جو ان کی ان خواہشات کو پورا کرے، بیٹا تو باپ کا جانشین بننے والا ہے ہم باپ کی اور بیٹے کی نشست و برخاست کے علٰحدہ ہونے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ چھوٹے بھائی کو بڑے بھائی کا ہم جلیس بننا چاہیے اس کو ہمراہ نہ رکھنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے وہ کون شخص ہے جو اپنے ہم جلیسوں میں وقت صرف نہیں کرنا چاہتا پڑھے لکھے لوگوں کا تو آنا جانا اور اپنے گھر کی نشست ایک خاص چیز ہے اور اس درمیان میں اخبارات وغیرہ کا بھی شغل رہتا ہے۔ کیا اس میں یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا کو بھول جانا چاہیے اور نبا عظیم کی یاد نہیں کرنی چاہیے اور مجلس کو مفید بنانے کے لئے قرآن پاک سے

کہ طلسم ہوشربا اور داستان امیر حمزہ کو ہونا چاہیے؟ کیا کوئی کتاب، کوئی اخبار، کوئی
رسالہ ایسا ہو سکتا ہے، اس کے علمی فلسفے، اچھوتے خیالات، اور بلند پایہ مضامین زیر بحث
نہیں لائے جا سکتے؟ قانون الٰہی کی ضرورت اور باریکیوں پر غور نہیں کیا جا سکتا۔ کتاب اللہ
کو بحث نہیں بنایا جا سکتا؟ اس سے دلچسپی نہیں لی جا سکتی؟ اور اس کو دل سے لگایا
نہیں جا سکتا؟ جن قوموں کے پاس ایسی مفید جامع مانع کتاب نہ ہو ان کو اپنے
مشغلے کے لئے اگر مختلف مجلسوں کے ایجاد کی ضرورت پڑے تو کیا مسلمانوں کو
بھی اس کی تقلید کرنی چاہیئے۔ ہرگز نہیں۔ ہر قوم کی زندگی کا ایک مقصد ہے
مسلمانوں کی زندگی کا مقصد نہیں بن سکتا۔ ان کے کلب، ان کے سینما، اور تھیٹر
ان کی مخرب اخلاق سوسائیٹیاں، ان کے جوا خانے اور شراب خانے کیا مسلمانوں
کی تقلید کے لئے ہیں۔ ہاں ایسا ہرگز نہ ہونا چاہیئے۔ مذہب اور قومیت دو چیز
نہیں ہے اس لئے مسلمان جو اسلام سے روز بروز جدا ہوتے جاتے ہیں۔ لائق
صد توجہ و استغفار ہیں مسلمانوں کی ہر مسجد، کلب اور ہر نشست، ہر رزم و بزم کی درسگاہ
ہے۔ لہٰذا ان پر لازم ہے کہ اپنے کو سمجھیں۔ ہر دیہات ہر محلے اور ہر شہر میں بزم
قرآن کے نام سے صحبتیں قائم ہوں شہروں میں علماء، مشائخ، اور امرا خصوصیت
سے اپنے یہاں اس کا انتظام فرمائیں۔ اسکولوں میں ڈبیٹنگ اور شہروں میں مشاعروں
کے لئے جس قدر اہتمام کیا جاتا ہے۔ قرآن پاک کے لئے کچھ اس سے زیادہ کی
ضرورت ہے۔

چند دوست احباب مل کر قرآنی سوسائیٹیاں قرار دیں۔ بعد مغرب ہر روز یا ہفتہ
میں دو ایک مرتبہ بزم قرآن کا انعقاد کریں۔ قرآن پاک سے دلچسپی لی جائے اور دلبستگی

و شگفتگی کا باعث بنایا جائے ہمیشہ سلسلہ وار بیان ہو مناسب حصے، پارے اور سورتوں کے ختم ہونے پر دوبارہ اس کا ملخص بیان کر دیا جائے اور اوامر و نواہی اور مسائل وغیرہ پر اختصار کے ساتھ تبصرہ کر لیا جائے۔

برس چھ مہینے میں ایک بڑا جلسہ ہو اور بڑی خوشی منائی جائے ہر طرح کے لوگ شریک کئے جائیں۔ غیر مذہب والوں کو بھی دعوت دی جائے اور کلمہ مشترک کی خوبیوں میں ان کو بھی شریک کیا جائے۔

مستورات بھی اپنی جگہ پر اس کا انتظام کر سکتی ہیں جس میں محلے اور کنبے کی عورتوں کو قرآن پڑھ پڑھ کر واقف کیا جا سکتا ہے بچے بھی ہر ہفتہ بزم قرآن کا جلسہ کر سکتے ہیں اور اس طرح کتاب اللہ کو زندگی کے ہر شعبے میں مشعل راہ ہدایت بنایا جا سکتا ہے۔

انجمنیں | انجمنیں اس لئے قائم ہوتی ہیں کہ وہ کچھ کام کریں۔ ان کے اغراض و مقاصد مفید اور نیک ہوتے ہیں اور بسا اوقات وہ قرآن پاک کی کسی نہ کسی آیت سے مطابقت کرتے ہوتے ہیں۔ اصلاح المسلمین، مفید الاسلام، حمایت اسلام، ہدایت اسلام، اتحاد المسلمین، ترقی اسلام، انجمن فلاح وغیرہ اسی نوع کی چیزیں ہیں۔ اس طرح پر گویا قرآن پاک ایک اصل سمجھا جائے تو انجمنیں اس کی فروع ہوں گی۔ مگر فرع اسی وقت سرسبز و شاداب رہے گی اور بار آور ہو گی جب اصل کو بھی اس کے ساتھ قائم رکھا جائے بلکہ فرع سے زیادہ اصل کی خدمت کی جائے اور اس کو سیراب کیا جائے۔ انجمنیں بجائے فائدے کے اسی لئے مضرت رساں ہو جاتی ہیں۔ کہ ان سے اصل مفقود ہوتی ہے اور ناپائداری بھی اسی سبب سے ہوتی ہے کہ بنیاد قائم نہیں کی جاتی اور عمارت طیار کی جانے لگتی ٹوٹتی رہتی ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ ان انجمنوں کے اندر آج جو کچھ اسلام کے نام پر کیا جا رہا ہے اس کے اندر بڑی فروگزاشت یہی ہے اور یہی سبب ہے کہ مسلمان آگے نہیں بڑھ رہے ہیں۔ اگرچہ اس کے اندر پوری جدّ و جہد بھی کیجائے تاہم رائگاں جاتی ہے کیونکہ اس کی مثال ٹھیک ایسی ہے کہ ایک شخص کسی درخت کی مختلف شاخوں پر مختلف اوقات میں پانی سینچتا پھرے اور امید یہ ہو کہ یہ شاخیں سرسبز اور شاداب رہیں اور پھول پھل دینے کے لائق ہیں۔ حالانکہ یہ بے نتیجہ ہوگا اس لئے کہ دراصل اس کو پانی تو درخت کی جڑ میں دینا چاہیے تھا۔ جس کی وجہ سے شاخیں آپ ہی سرسبز و شاداب ہو جاتیں۔ اور بانیانِ مجالس کا مقصد حاصل ہوتا۔ مگر ایسا نہیں ہونے کی وجہ سے کچھ بھی نہیں ہوتا۔

بانیانِ انجمن۔ اسلام کے باغباں ہیں۔ اِن کو اسلام کی اصل سے بے نیاز نہیں ہونا چاہیئے۔ لازم ہے کہ اِن انجمنوں میں کسی نہ کسی طرح قرآنِ پاک معنی و مطلب کے ساتھ اپنی مجموعی حیثیت کے ساتھ داخل رہے اور قواعد و قوانینِ انجمن میں اِس کی طرف پوری توجہ کیجائے۔

اخبارات و رسائل | اخبارات و رسائل ملک و ملّت کی زبان اور قوم کے ترجمان ہوتے ہیں تو کیا یہ خدا کے بتلائے ہوئے طریق سے کچھ زائد باتوں کی ترجمانی کر سکتے ہیں اور جب ایسا نہیں ہے تو کیوں نہیں۔ جس میں ایک مرکز اور اس ایک محور پر قوم و ملک بلکہ دنیا کو گردش کے لئے کہا جائے اور پھر اس تحت میں ان کو ہر نشیب و فراز سے واقف کر کے موجودہ حالات سے واقف کیا جائے اور ان کے اندر خدائی صلاح و مشورے سے انقلاب پیدا کیا جائے۔ کیا خدائی حکومت کا مطالبہ،

ایک انسانی طاقت سے دوسرے انسانوں کو آزاد کرانا اور ان کے پیدا کرنے والے کا ان کو محکوم بنانا آزادی کی انتہا نہیں، پائیدار تہذیب و ترقی نہیں۔

قرآنِ پاک قوموں کے بننے اور بگڑنے کا حال کیا نہیں بتاتا، کیا فلسفہ اور تاریخ سے عاری و خالی ہے۔ پچھلوں کے احوال کی خبر نہیں دیتا، موجودہ حالت کا اندازہ لگانے کو نہیں کہتا، کس کا کیا کرنے سے کیا انجام ہوگا۔ اس کی پیش بندی، پیش بینی، اور پیشین گوئی نہیں کرتا، کیا زمین سے گزر کر آسمان تک کی باتیں نہیں بتلاتا۔ یہ مبدا و معاد سے جیسا آگاہ کرتا ہے کون ہے جو اس کا جواب ہو؟

اپنی قوم، اپنے مذہب کی اس سے بڑھ کر کوئی خدمت نہیں اور نوع انسان کی اس سے زیادہ کوئی بھلائی نہیں کہ اُن کو غیر اللہ کی حکومت سے باغی کیا جائے۔ قرآنِ پاک کے اندر کون سا عنوان اور کون سے سبجکٹ نہیں۔ کون سی سیاست، کون سی ایجاد اور کون سی ترقی کی اصل نہیں ہے۔ پھر کیا اس پر قلم نہیں اُٹھایا جا سکتا کہ لوگ اخباری فائدے اُٹھاتے ہوئے بھی قرآنِ پاک سے واقف ہو جائیں۔ اخبارات و رسائل کے پڑھنے والوں سے دوسرے لوگ بڑے شوق سے "نئی خبر" اور "تازہ حال" پوچھتے ہیں۔ اس سلسلے میں قرآنِ پاک اچھی طرح پھیلایا جا سکتا ہے۔ آخر غزل، فسانے، تصاویر اور جھگڑالو مضامین سے فساد فی الارض کا مرتکب ہونا کب تک۔

مؤلفین و مصنفین

مؤلفین و مصنفین زیادہ تر وہی کرتے ہیں جو کسی نہ کسی طرح کتاب اللہ ہی سے متعلق ہوتا ہے مگر چونکہ مقصد تعلیماتِ قرآن نہیں ہوتا اس لئے نفسِ تالیف و تصنیف ہی اصل چیز بن جاتی ہے۔ مصنفین کے اوقات، غور و فکر، اور دل و دماغ ایک بہتر کام میں ضرور صرف ہوتے ہیں، اور بسا اوقات کسی ضرورت کو

ملحوظ رکھ کر ہی کوئی تالیف وتصنیف منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتی ہے۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ کیا قرآن پاک کے علم وعمل کے عام کرنے سے بھی کوئی کام کسی وقت میں صحیح اور مفید ہوسکتا ہے۔ اگر ان کی تالیف وتصنیف باعث تشویق اور فائدہ مند ہوسکتی ہے تو کیا قرآن پاک سے متعلق کرکے سونے پر سہاگہ کا کام نہیں لیا جاسکتا۔

قرآن پاک اگرچہ اپنی خدمت ہر کتاب سے زیادہ کرا چکا ہے تاہم ابھی عشر عشیر بھی اس کا حق ادا نہیں ہوا۔ ابھی پونے سولہ آنے سے زائد اس کا کام باقی ہے دنیا کو اس کے ایک ایک علم سے واقف کیا جاسکتا ہے اور دنیا کی تمامی ایجادات کا اس سے پتہ چلایا جاسکتا ہے۔ آئندہ کی ترقیات کا اس سے کھوج لگایا جاسکتا ہے اور اس طرح مسلمانوں کو اور ہر قوم کو قرآن کا شائق اور محتاج بنایا جاسکتا ہے یہاں تک کہ دنیا قرآنی دنیا بن جاسکتی ہے۔

تالیف وتصنیف باقیات الصّالحات کا بہترین حصہ ہے مگر ان سے اس سے بہتر کام نہیں لیا جاسکتا کہ قرآن پاک کو عام کرنے کے طریقے بتلائے جائیں اور ذریعہ بنایا جائے۔

جو دل ودماغ اس میں تدبر وتفکر کے لئے وقف ہوجائیں اور جو شخص اس سے اقتباس نور کرنے کے لئے اپنی آنکھ اور اپنے قلب وجگر کو وقف کردے معلوم نہیں قدرت کی طرف سے اس کے سامنے کیسے کیسے انمول موتی بکھیر دیے جائینگے کاش ہمارے اہل قلم حضرات کو اس کا شوق دامنگیر ہوجائے کہ وہ ہر طرح کی قرآنی خدمت کے لئے آمادہ ہوجائیں اور دنیا کے سامنے ان کی زبانوں میں مختلف طریقوں سے اس کو پیش کرسکیں۔

مضموں نگار | مضموں نگار مضمون کی تلاش میں دریا کے کنارے باغوں اور سینما وغیرہ میں سرگرداں پھرتے ہیں گھنٹوں بیٹھ کر ایک مضمون کو سوچا کرتے ہیں افسوس ہے کہ قرآن مجید جو عنوانات اور مضامین کا مخزن ہے اس کا اصلی مصرف ان کو نہیں معلوم کاش یہ ادھر متوجہ ہوتے تو دیکھتے کہ عطیۂ ربانی اپنے فیضان کی کیسی بارش کرتا ہے اور کیسے کیسے بلند پایہ اور مفید مضامین ان کے دماغوں میں آتے ہیں جن سے ان کی روحوں میں مسرت کی لہریں دوڑ جائیں گی۔ قرآن ان کو فوز و فلاح سے مالامال کر دیگا۔ ساتھ ہی جو ان کے مضامین کی وجہ سے قرآن کے گرویدہ ہوں گے ان کو بھی راہِ نجات مل جائے گی۔ قرآنی مضامین سے دنیا میں ایک نئی فضا پیدا کیجا سکتی ہے اور اس طرح قرآن دائر و سائر ہو سکتا ہے۔

شعراء | کہتے ہیں کہ شعراء کا ہاتھ قوموں کے بنانے اور بگاڑنے میں اکثر رہا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو انسانوں کو خدائی حکومت، خدائی عبدیت اور خدائی محبت سے متوالا بنانے سے بڑھ کر اور کوئی مفید شاعری نہیں ہو سکتی۔ اگر قرآن مقدس کے لئے ان کی شاعری ہو تو غیب سے مضامین آئیں گے۔ روح القدس سے حقیقی معنوں میں ان کی تائید ہوگی اور تلامیذ الرحمان کہے جانے کے یہ ضرور مستحق ہوں گے اور پھر ان کی شاعری یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ کے تحت میں نہ آئیگی۔

اگر شاعری ہی کرنی ہے تو پھر قرآنی شاعری کیوں نہ کیجائے اور کیوں نہ وہ مضامین قلمبند کئے جائیں جو معلوماتِ قرآن کا دوسروں کے لئے ذریعہ بن جائیں۔ خوش فکر شاعر پر الہام ہو سکتا ہے تو قرآنی شاعری سے ہو سکتا ہے۔ بہر حال اگر شاعری کوئی چیز ہے تو اس کا مصرف کلام الملوک ملوک الکلام کی خدمت کے لئے ہونا چاہیے۔

واعظین | یہ عجیب بات ہے کہ جس طرح درس و تدریس اور مدرسہ و معلمین لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ کے نمونۂ مبارک پر نہ رہے اس سے بہت زیادہ واعظ اور وعظ کا رنگ اور مفہوم بدل گیا۔ تیرہ سو برس کے اندر جو افراط و تفریط اس کے اندر پیدا ہوئی اس کی اگر تاریخ لکھی جائے تو حیرت ہوگی۔ رسول صلعم کا درس کیا تھا اور آپ کس کتاب کے مدرس بنا کر بھیجے گئے تھے اور آپ نے کن کن لوگوں کی کس کس طرح تعلیم و تلقین کی اور ان کو پھر کیا سے کیا کر دیا۔ اب نہ اس پر بانیانِ مدرسہ کی نگاہ ہے اور نہ مدرسین کی اور نہ ہی طلبہ اس کی تلاش کرتے ہیں۔ اور پھر ان سب سے زیادہ عجیب و غریب چیز وعظ و واعظ ہیں۔ واعظین کا دتیرہ اور وعظ جس قدر غلط معنوں میں مستعمل ہے شاید ہی کسی دوسری چیز کی مٹی پلید ہوئی ہوگی۔ خدارا ان سے کوئی اتنا پوچھے کہ مجمع کو ہنسا دینا اور رُلا دینا جو آپ کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ آپ کی خوش الحانی اور خوش پوشاکی جو آپ کا سب سے بڑا اشتہار ہے۔ آپ کا طلب اور دعوتوں پر اپنے وعظ کو موقوف رکھنا وغیرہ کیا ان میں سے کوئی ایک بات بھی آنحضرت صلعم کی پیروی میں ہے اور پھر وعظ کے لفظ و معنی کیا ہی ہیں جس پر آپ کا عمل ہے۔

انسان ہو کر لوطی ہند وغیرہ کا خطاب اختیار کرنا جو حیوان کا نام ہے آپ کو کس طرح زیب دیتا ہے اسی طرح قرآن کا وعظ کہنے کے علاوہ، غزل اور ٹھمریاں، مثنوی اور قصّے سے سامعین کی تواضع اور منبر رسول صلعم پر بیٹھکر نقالی کرنا کس طرح آپ کو سزاوار ہے۔

قرآن کا وعظ آپ نے کیوں چھوڑا۔ اس میں کیا کمی نظر آئی۔ اس میں آپ نے کیا قصور دیکھا، پیغمبر اسلام صلعم عکاظ کے بازار میں طائف کی بستی میں کس چیز کا وعظ کہتے پھرتے تھے اور کس چیز سے انھوں نے مخالفین کو رام کیا، بچھڑے ہو دوں کو اللہ سے ملایا۔

کیا آج بھی قرآن سے بڑھ کر کوئی اور چیز وعظ کے قابل ہوسکتی ہے۔ کیا اس کی طرف آپ لوگوں کو بلاتے ہیں؟ اپنی قوم اور غیر قوموں میں اس کو پھیلاتے ہیں؟ کیا اس کی تعلیم و تلقین آپ کرتے ہیں یا اسی کا نام لے کر کچھ اور کررہے ہیں۔ مسلمانوں کے بیش قیمت اوقات مغتنم مجلسیں، مصیبت کے پیسے جو وعظ کے نام پر صرف کئے جاتے ہیں ان کا نتیجہ کیا برآمد ہوتا ہے۔ نہ ماننا اور نہ عمل کرنا دوسری چیز ہے تاہم سامعین کے گوش زد کیا چیزیں ہوتی ہیں اور ان کو کیا چیز سکھلانے کی کوشش کیجاتی ہے۔ یا تو سامعہ نوازی ہے، یا عمل کی دعوت مگر علم سے پہلے عمل پر کیونکر آمادہ کیا جاسکتا ہے اور آج واعظین جو سب سے بڑی غلطی کر رہے ہیں وہ یہی تو ہے۔ فضائل کا بیان اور غلط معنوں میں عمل کی طلب ہے۔ حالانکہ عمل سے پہلے عام علم کی ضرورت ہے جس کی کوئی فکر نہیں۔ آج ساری قوتیں مسلمانوں کے بنانے یا بگاڑنے کے وعظ میں صرف کیجارہی ہیں اور جو کچھ کیا جارہا ہے وہ مسلمانوں کے لئے ہی محدود ہے اور پھر بھی سوائے نقصان کے فائدہ نظر نہیں آتا۔ حالانکہ داخلی تعلیم و تبلیغ کے علاوہ خارجی تعلیم و تبلیغ میں آج مسلمانوں کا پیسہ اور وقت صرف ہونا چاہئے تھا۔

بہر حال وعظ تو قرآن کا وعظ ہے، اور طریقہ تو دنیا میں ایک ہی ذات مبارک کا قابل تقلید ہے۔ خدا کا کلام رسول صلعم کی لائی اور دی ہوئی چیز کو عام کرنے کا وعظ ہی اصل وعظ ہے۔ اور اسی وعظ کے کہنے والے مبارک اور مسعود ہیں۔ آج دنیا کو قرآن کی ضرورت ہے ایسا وعظ کہا جائے جو لوگوں کو قرآن پاک کی طرف مائل کردے ایسا طریقہ بتلایا جائے جس سے قرآنی تعلیم عام ہوسکے اور ہر ہر شخص میں اس کے عمل کا جذبہ پیدا ہوسکے۔

رہنمایانِ قوم | رہنمایانِ قوم کا فرض ہے کہ وہ دعوتِ الی اللہ کے لیے کتاب اللہ شریف کو

واسطہ گردانیں، وہ جو کچھ بھی کر رہے ہوں اگر وہ اللہ کی تبلائی ہوئی چیز عام لوگوں کو نہیں دیتے۔ تو ان کا سب کچھ کرنا برباد ہے۔ ساری مصیبتوں کا جھیلنا اور سارا جہاد عبث ہے مسلمانوں کو وہ سب سے پہلے مبلغ و مجاہد بناکر ہی کوئی کام صحیح کر سکتے ہیں۔ ملکوں کا فتح کرنا قوموں کو راہ راست پر لانا جب ہی ممکن ہے کہ لشکر بھی موجود ہو مجاہدین سبیل اللہ ہی کچھ کام کر سکتا ہے۔ قرآن ہی سب سے بڑا حربہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اس سے خدائی طاقت شریکِ حال ہو جاتی ہے۔ اگر تہذیب و تمدن کے اعلیٰ زینے طے کرنے ہیں تو کتاب اللہ کو ماننے اور جاننے والوں سے بڑھ کر اس کو کون انجام دے سکتا ہے۔ دیکھیں کہ قرآن مجید کو مقصد اور مرکز قرار دینے کے بعد ان کی رہنمائی کیسی ہو جاتی ہے۔ ان کی تحریر و تقریر میں کیا کچھ زور آ جاتا ہے اور ایک معمولی سے معمولی مسلمان مبلغِ قرآن ہو کر کس طرح سے سرکشانِ وقت کو ڈانٹ سکتا ہے۔

رہنمائی تو بس اللہ کے بتلائے ہوئے احکام اور طریقوں کی ہے۔ نجات تو اس میں ہے اور یقیناً اس کے سوا جو کچھ ہے اس میں ہلاکت ہے۔ ترقی تو خدا کی قربت کا ہی نام ہو سکتا ہے۔ امن و امان تو خدائی حکومت کے اندر ہے۔ انصاف تو خدائی قوانین کے نفاذ میں ہے۔ حق و صداقت تو قرآن کے علم و عمل میں ہے۔ وہ رہنما ہو ہی نہیں سکتا جو قرآنِ پاک کو لے کر رہنمائی نہیں کرتا۔ سچی رہنمائی تو اس کتاب کے اندر ہے جو دین و دنیا دونوں کے دینے کا وعدہ کرتی ہے۔

والیانِ ملک | اپنے بندوں پر اللہ تعالیٰ نے والیانِ ملک کو اپنی عارضی نیابت دی ہوتی ہے۔ ان پر اپنے تبلائے ہوئے احکام کے نفاذ کی پابندی عائد کی ہوتی ہے۔ اپنے اختیارات کو خدائی اشارات کے تحت استعمال کرنا ہی ان کا اصلی فرض ہے۔ قرآن مقدس

اس مالک الملک اور اس سب حاکموں کے حاکم سب بادشاہوں کے بادشاہ کا قانون اور احکام و فرمان ہے۔ جس نے سارے بادشاہوں اور سارے حاکموں کو زمین کا وقتی قبضہ دے رکھا ہے۔ ان کو لازم ہے کہ مخلوقِ خدا پر اسی خدا کے بتلائے ہوئے طریقے پر حکومتیں اور فرمانروائیاں کریں۔ بندوں کو ان کے معبودِ برحق کے احکام عبودیت و حکومت اور محبت کی کتاب قرآنِ پاک کو بتلائیں اور ان پر اسی کے مطابق حکمرانی کریں۔ دنیا میں بھی حسبِ اختیاراتِ تمیزی برتاؤ ہوتا ہے اور جو جس لائق ہوتا ہے اسی کے مطابق اس پر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، اس لئے فرمانروایانِ وقت کے اختیارات چونکہ بہت کچھ زیادہ ہیں لہٰذا ان کو اسی قدر کثرت اور اہمیت کے ساتھ کلام اللہ شریف کی تعلیم و تبلیغ کو لازمی سمجھنا چاہیئے۔ اس کے لئے ان کو جہادِ عظیم کرنا چاہیئے۔ ان کا کام ہی یہ ہے کہ زمین پر اللہ کی حکومت کا قیام اور اس کی عبدیت و محبت کا انتظام کریں۔ انسانوں کے بنائے ہوئے قانون اور اپنے جی کی حکومت پر قدرت کے قانون اور اللہ کی حکومت کو ترجیح دیں۔ قرآن پاک کا علم و عمل ان کی اور ان کی رعایا کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد قرار پانا چاہیئے

امراء: صاحبِ ریاست ہوں یا مالک جاگیر، زمیندار ہوں یا تجار، ملازمت پیشہ ہوں یا اہلِ فن۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ عطا فرمایا ہے وہ اسی لئے ہے کہ جس کو اپنے پیدا کرنے والے کے راضی کرنے کا ذریعہ بنائیں۔ یہ ان چیزوں کے جو انہیں مرحمت فرمائی گئی ہیں امانت دار ہیں تو حق سمجھ کر کبھی نظر انداز نہ کریں۔ غاصب اور خائن وہی ہے جو قرآنِ مجید کے بتلائے ہوئے اصول پر نہیں چلتا۔ اس کے علم و عمل کے لئے اپنے اور اپنے سارے ذرائع و وسائل کو کام میں نہیں لاتا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے

کہ کھاؤ، پیو، لیکن اسراف نہ کرو، اور اسراف یہی ہے کہ قرآن شریف کے احکام کی خلاف ورزی کیجائے۔ کسی نہ کسی طرح انہیں امراء کے عطیے اسلام اور مسلمانوں کے نام پر صرف ہوتے ہیں۔ پھر ایک ہی کارِ خیر ایسا کیوں نہ کیا جائے جو سب کا جامع مانع ہو، باقیات الصالحات میں وہ چیز کیوں نہ چھوڑی جائے جو آسمان و زمین سے بھی زیادہ وزنی ہے۔ قرآن پاک کا علم و عمل عام کرنا اور قرآن پاک کے بتلائے ہوئے قواعد و شرائط کے ساتھ اس کے لئے وقف ہو جانا ہی مدعائے کائنات ہے۔ اس لئے جہاں بھی ان کی امداد ہو وہاں اس بات پر زور ڈالیں کہ قرآنِ پاک کا علم و عمل عام ہو اور خود بھی اپنے مشاغل میں اور دلچسپیوں میں اس کو داخل کریں۔ اپنے روز و شب اور اپنی مجلسوں کی اصلاح کریں اپنے حاضر باشوں کے عادات و خصائل میں قرآنی احکام کو تلاش کریں۔

کلب | کلب گھروں سے نئے تعلیم یافتہ اور نوجوان بہت کچھ دلچسپیاں لینے لگے ہیں مگر یاد رہے کہ انہیں دنیاوی دلچسپیوں اور لہو و لعب ہی کو سب کچھ نہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ جسمانی صحت ہی کا خیال کافی نہیں ہے۔ اپنی اور سوسائٹی کی بہتری اصل میں جس چیز کے اندر ہے۔ وہ تو قرآن ہے۔ نوجوانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مذہب ہی اصل شے ہے اور ایک دن انہیں کو اس کا ذمہ دار ہونا ہے۔ مذہب کی عزت ان کی عزت اور مذہب کی بقا درحقیقت ان کی بقا ہے۔ قرآن پاک کو اپنی مجلس میں لائیں اور ہمجنسوں میں روشناس کرائیں۔ اس کے نہ ماننے والے اور اس کے قاعدہ و قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کو خلقِ خدا کا سب سے بڑا دشمن سمجھیں۔ غیر قوموں کے افراد کے اختلاط سے کافی فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے مگر یہ سب کچھ اسی وقت ممکن ہے جبکہ نئے تعلیم یافتہ مسلمان اور نوجوان کتاب اللہ کو اپنی زندگی کا جزو لاینفک قرار دیں۔ جہاں جائیں اس کو ساتھ رکھیں جس سے

میں اُس کا تذکرہ کریں۔

حُفاظ | قرآنِ مجید کی حفاظت سے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ اور کہا جا سکتا ہے کہ یہ حفاظ کلام اللہ شریف بھی ایک انہیں میں سے ہیں۔ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی حفاظت مقصود ہے۔ یہ انہیں حُفاظ کو شرف حاصل ہے کہ قرآنِ مجید ان کے دل پر ہے اور اس کے تیس ۳۰ پارے بلا تغیّر زیر و زبر ان کو ازبر ہیں۔ یہ وہ بات ہے کہ دنیا کی کسی کتاب اور کسی قوم کے افراد کو حاصل نہیں۔ یقیناً اس بات کا جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ مگر ساتھ ہی اس بات کا افسوس کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ دنیا کی کوئی کتاب اور کوئی قوم اپنی کتاب کو ہماری طرح بے معنی و مطلب کے نہیں پڑھتی پڑھاتی۔ بس یہ بات ہے کہ ساری باتوں کو بے وقعت اور بے معنیٰ کر دیتی ہے۔ یہ وہ غلطی ہے جس کو ہم دیکھتے ہی نہیں بلکہ غلطی ہی نہیں سمجھتے۔ کاش تمامی حفاظ قرآنِ پاک کو معنی و مطلب کے ساتھ جانتے ہوتے اس میں جلد از جلد ترمیم کی ضرورت ہے اور یہ کوئی بڑی بات بھی نہیں۔ یقیناً زمانہ حفظ میں معنی و مطلب کا التزام شاید مشکل ہو لیکن مشکل ہوگا ناممکن ہرگز نہیں۔ پھر یہ کیوں نہ کیا جائے کہ تھوڑا حفظ کیا جائے لیکن معنیٰ کے ساتھ ہو بہرحال بے معنی و مطلب کا پڑھنا تو کچھ بھی نہیں بلکہ حفظ معنی و مطلب کے ساتھ ہونا چاہیئے اگر حفاظ معنی و مطلب کے ساتھ قرآنِ پاک کو جان لیں تو اِن کی وقعت بھی بڑھ جائے اور اصل مطلب بھی حاصل ہو۔

تراویح | ماہ رمضان المبارک میں قرآن پاک کا نزول ہوا۔ یہ عجیب و غریب بابرکت مہینہ ہے مسلمان اس میں کثرت سے قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے ہیں لیکن وہی

بے معنی و مطلب اور وہی بے غور و فکر کی نیز اس لئے نہیں کہ اس پر ان کو عمل بھی کرنا ہے تراویح تو مسلمانوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ عبادت ہے۔ گر مسلمانوں نے جس طرح اپنی تمام صورت و سیرت کو بگاڑ لیا ہے اس کو بھی رسمی چیز بنانے میں کمی نہیں کی ہے ختم قرآن کی جو مدت حدیث شریف میں ہے اس کی پابندی ضروری نہیں سمجھی جاتی۔ حفاظ تو اسلئے متعدد ختم کرنا چاہتے ہیں کہ وہ عبادت سمجھ کر انجام دینا نہیں چاہتے اور سامعین ایک بار سمجھ کر کسی طرح ایک ختم کے تصور سے دل کی تشفی کر لینا ضروری سمجھتے ہیں۔

تراویح کے زمانہ کو مفید تر بنایا جا سکتا ہے۔ حافظ صاحب کی پوری خدمت کر کے ان کی کامل خدمات حاصل کرنی چاہئیے۔ یقیناً قوم کی یہ بدقسمتی ہے کہ اس کے اندر صرف وہ لوگ مذہبی تعلیم حاصل کرنے کی طرف رجوع کرتے ہیں جو بیشتر مفلس و نادار ہوتے ہیں اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ختم تعلیم کے بعد اسی کو ذریعۂ معاش قرار دینے پر مجبور ہوتے ہیں۔

مہینے کے تیس ۳۰ دن ہوتے ہیں اور خدائی انتظام سے قرآن مجید کے پارے بھی تیس ۳۰ ہیں جو انتیس ۲۹ کا چاند بھی ہو تو تیس ۳۰ راتوں میں اطمینان کے ساتھ ختم کیا جا سکتا ہے۔ ہر روز پارے سوا پارے تراویح میں سننے یا سنانے جا سکتے ہیں اور پھر اس کے بعد اسی وقت اس کے مضامین و مسائل وغیرہ سے مصلیوں کو آگاہ کیا جا سکتا ہے سال میں ایک مرتبہ دوسرے سے قرآن پڑھوا کر سننے کا ہر کس و ناکس کو موقع ملتا ہے اگر اسلامی دنیا کے حفاظ اور تراویح اپنے صحیح معنوں میں قرار پا جائے تو ایک بہت بڑا سلسلۂ تبلیغ قائم ہو جائے۔

مجالس میلاد شریف

مسلمانوں میں ایسا متعدد اجتماع ہوتا ہے جس کو اگر کارآمد بنا دیا جائے تو پھر نئے سرے سے قومی کاموں کے لئے مجلسیں منعقد کرنے کی بہت

کم ضرورت واقع ہو کسی چیز کو ناپسند کرنے کی بجائے اُس کو اور پسندیدہ بنانے کی کوشش زیادہ مناسب ہے۔ تخریب سے تعمیر بہت بہتر چیز ہے۔ ہزاروں لاکھوں روپے کے اخراجات کے بعد جو چیز قائم کی گئی ہو اُس کو قائم ہی رہنا چاہیے ہاں ان کو بکار آمد بنانے کی ہر ممکن تدبیر اختیار کرنی چاہیے۔

کوئی دن ایسا جاتا ہوگا کہ کسی قصبے میں کوئی میلاد کی مجلس منعقد نہ ہوتی ہو۔ اور شادی و غمی میں بھی یہی مجلس ہے جو انعقاد پذیر ہوتی ہے۔ ماہ ربیع الاول اور ربیع الثانی میں جو کثرت ہوتی ہے اس کی تو مسلمانوں کے سوا دنیا کی کوئی قوم اپنے پیشوا کی یادگار میں مثال پیش نہیں کر سکتی۔ صرف بات اتنی ہے کہ میلاد خوان اور میلاد کی کتابوں کے اندر صحت لا کر ان میں اس کو صحیح معنوں میں مفید بنا دینے کی ضرورت ہے اور یہ کوئی بڑی بات نہیں کہ آنحضرت صلعم کا اسوۂ مبارک اہلیت کے ساتھ بیان ہونے لگے۔ کسی کی زندگی اس لئے یادگار ہوتی ہے کہ اس نے کوئی امتیازی کام کیا ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ تحیۃ والسلام نے وہی کام سب سے زیادہ کیا ہوگا جس کے لئے آپ مبعوث فرمائے گئے ہوں گے اور اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ آپ قرآن پاک کا علم و عمل پیش کرنے اور اس کی تعلیم و تبلیغ کے لئے ہی دنیا میں آئے۔ عمر بھر خود بھی اسی کو کیا اور دوسروں سے بھی اسی کو کرایا۔ اور جب دنیا سے تشریف لے گئے تو اسی کو چھوڑ گئے۔ اس لئے آپ کی سوانح عمری یا میلاد نامے کا نام قرآن ہے۔ اُم المومنین حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ کَانَ خُلُقُہٗ قُرْآن آپ کا کارنامہ قرآن ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یہی قرآن آپ کا اسوۂ حسنہ ہے جس کو دنیا کے سامنے بطور نمونہ کے پیش کیا گیا ہے لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہ

سورۂ حسنۃ؟ پس مناسب طور پر قرآن پاک کے کچھ حصے بیان کیے جا سکتے ہیں جو سراسر فائدہ بخش ہوں۔ قرآن پاک سے بڑھ کر کون سی میلاد کی کتاب ہو سکتی ہے جو محمدؐ کے لیے محمدؐ کے خدا نے اپنی طرف سے بھیجی ہے اور جس کو قیامت تک اپنی حفاظت میں رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے اگر سامعین معنی و مطلب کے ساتھ قرآن پاک سے واقف کیے جائیں اور قرآنی فوائد سے مالا مال ہوں تو اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے اور اس سے بہتر کون سی مجلس میلاد ہو سکتی ہے۔

[illegible] | محرم الحرام کا مہینہ مسلمانوں کا آغاز سال ہے۔ پہلی تاریخ سے ہی حضرت امام حسینؑ اور ان کے جاں نثاروں اور اہلبیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حالات ہر شہر میں بیان ہونے لگتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جن کے گھر میں قرآن اترا ہے یہ وہ ہیں جنہوں نے قرآن کو سب سے بہتر سمجھا اور خدا شاہد ہے یہ وہ ہیں جنہوں نے قرآن پر سب سے زیادہ عمل کیا۔ یہاں تک کہ جان و مال سب کچھ اسی کے مطابق خدا کی راہ میں خوشی خوشی نثار کر دیا۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ کے مصداق بنے۔ میں نے کلکتہ کی ایک مجلس میں ہر روز صرف اللہ کو کتاب اللہ کی آیات سے منطبق کر کے اور بیان کر کے دیکھ لیا ہے کہ اگر بجائے افسانوی روایات اور شعر و شاعری کے پایہ سے حسینؑ کے حالات کو قرآن پاک کی روشنی میں لا کر پیش کیا جائے تو جگر گوشہ رسولؐ لخت جگر فاطمہؑ اور نور نظر علی مرتضیٰؑ کی شایان شان اس سے بڑھ کر اور کوئی دوسری چیز ہرگز نہیں ہو سکتی۔ قرآن پڑھا جائے اس کے معنی و مطالب بیان کیے جائیں اور پھر ان حضرات کی عملی زندگی کو دکھلایا جائے۔

عراس | بزرگانِ دین کی خدا پرستی اور فنا فی اللّٰہی کا صلہ اگر انسانوں کی طرف سے

کچھ دیا جا سکتا ہے تو اُن کی وہ حصۂ زندگی اور وہ تعلیمات ہیں۔ جو قرآن پاک کے مطابق ہوں۔ قرآن سب پیروں کے پیر، سب مرشدوں کے مرشد اور سب اولیاؤں کے اولیاء کے اُسوۂ حسنہ مبارک کا نام ہے اور ہر بزرگ کی بزرگی اسی معیار پر تسلیم کی جا سکتی ہے

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اور اگر اس کے علاوہ کچھ باتیں ایسی بھی ہیں جو ہماری سمجھ سے باہر ہیں تو وہ ان بزرگوں کی ذات سے یا تو مختص ہیں یا پھر "پیراں نمی پرند ولے مریداں پرانند۔" اس لئے نہ تو یہ قابلِ تقلید ہیں اور نہ لائقِ مثال۔ حقیقت میں جو کچھ کسی نے اب تک پایا یا آئندہ قیامت تک پائیگا۔ وہ سرچشمۂ قرآن پاک ہی سے ہوگا۔ اس لئے ہم اگر ان کی ارواحِ مقدسہ کو اب بھی کوئی بہتر تحفہ پیش کر سکتے ہیں تو قرآن پاک کا علم و عمل ہی ہو سکتا ہے۔ ان کی یادگاریں قرآنی مدرسے قائم کرنے چاہئیں۔ مجالسِ عرس کو تعلیم و تبلیغ کا ذریعہ قرار دینا چاہیئے اور دور دراز سے آنے والے زائرین کو صحیح معنوں میں بامراد اور فائز المرام کرنا چاہیئے۔

شعائرِ عظام | انسان ظاہر پرست اور مادہ پرست ہونے کی طرف اپنی کمزوریوں کی وجہ سے زیادہ مائل ہوتا ہے اور محسوسات پر ایمان لانے اور غیر محسوسات سے مداہنت برتنے پر جلد آمادہ ہو جاتا ہے۔ عالمِ روحانیات، ایمان بالغیب، ایک دوسری دنیا یا دوسری ابدی زندگی اور ثواب و عقاب سے آشنا کر کے انسان کو انسان بنانا اور اس آنے والی زندگی اور دوسری دنیا کو بہتر بنانا پیغمبرانِ وقت کی اصلی تعلیم رہی ہے اور صُحفِ سماوی کا نزول اسی مقصد کے لئے ہوا کیا ہے۔ عقیدتمند اور سہل پسند بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لئے اُن کو اس قسم کی دعوت دینے والے بہکا کر کامیابی حاصل

کر لیتے ہیں اور یہ علم و عمل کی تکلیف کو بالائے طاق رکھدینے پر جلد آمادہ ہوجاتے ہیں
لہٰذا صوفیائے کرام ان کی مرض کی تشخیص کے بعد جو جیسا مریض ہو اُس کو راستے پر لگا سکتے
ہیں۔ ایک لاٹھی سے سب کو ہانکنا اور ایک ہی طرح کے ورد و وظائف سب کو بتلانا
فائدہ مند نہیں۔ یہ وصف تو صرف قرآن حکیم میں ہے کہ اس کے اندر سب کچھ ہے اور اس
کی صحیح تلاوت ہر مریض کے لئے شفا اور ہر درد مند کے لئے دوا ہے۔ مشائخین عظام
دنیا کے سب سے بڑے صوفی، مشائخ آنحضرت صلعم کی زندگی کے قدم بقدم چلکر ہی کام
کو انجام دے سکتے ہیں جو سیرت مبارکہ وقت کی زندگی کا مقصد عزیز رہا کیا ہے۔ اپنے مریدین کو
خدا کے بتلائے ہوئے وہ وظائف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے تزکیۂ
نفس کے طریق روحانی و جسمانی بیماریوں کے دور کرنے کے نسخے قرآن پاک کے علم و عمل کے
ذریعہ دے سکتے ہیں۔ صوفیائے کرام کی فیض صحبت سے ان کی کتاب اللہ حقیقی معنوں میں
پھیل سکتی ہے۔ ان کے مخلصانہ درد بھرے الفاظ میں قرآن پاک کے حقائق و معارف دنیا
میں انقلاب پیدا کرسکتے ہیں۔ ان کے مخلص مریدین ان کے لئے دین و دنیا میں کامیاب
ہوکر اللہ کی خوشنودی کا سامان مہیا کرسکتے ہیں۔ ان کے قرآنی مجاہدات سے حق کی
روشنی باطل کی تاریکی کو دنیا سے دور کرسکتی ہے۔ قلوب میں خدائی طاقت اور دل و دماغ میں
آسمانی جذبات سے دنیا کی کایا پلٹ ہوسکتی ہے۔ یہود و نصاریٰ کے علما و مشائخین
کے متعلق جو قرآن پاک میں ذکر ہے اور جن باتوں سے ان کو روکا گیا ہے ان سے
ہمارے علماء اور مشائخین کو بھی بچنا چاہیئے۔ یہ جو راسخون فی العلم ہیں ان کو
قرآن پاک کے علم و عمل عام کرنے کی طرف سب سے زیادہ متوجہ ہونا چاہیئے۔ خدا کے
بندوں کو خدا کا مرید بنانا چاہیئے۔ بیعت قرآن پاک کے علم و عمل پر لینی چاہیئے۔

مسلم | مسلمان وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام پر بے چون وچرا سر جھکا دے اور یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام مقدس کا نام قرآنِ مقدس ہے۔ لہٰذا وہ سچا مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔ جو قرآن کو نہ جانے کیونکہ جب تک جانے گا نہیں عمل بھی نہیں کر سکیگا اس لئے ہر مسلمان پر لازمی ہے کہ وہ قرآن کا علم وعمل حاصل کرے۔ دنیا میں بھی یہی دستور ہے کہ ایک آقا کی ملازمت کرنے والا اپنے فرائض سے آگاہ ہوتا ہے اس کے بو بلا عذر صبح سے رات تک چند سکوں کے لئے لگا رہتا ہے۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم علامِ ازلی اپنے آقائے حقیقی کے احکام کو جانے بغیر پورا کر سکتے ہیں۔ حرام و حلال اس کی خفگی و رضامندی کی باتیں جو طرح طرح سے سمجھا سمجھا کر قرآن پاک میں بیان کی گئی ہیں انکا ہم کیونکر پتہ چل سکتا ہے جب تک ہم ہمیشہ اس کو پیشِ نظر نہ رکھیں۔ خداوند قدوس کے مجموعہ احکام و فرمان قرآن پاک کو جاننے والا اور اس پر عمل کرنے والا ہی کہہ سکتا ہے کہ وہ مسلمان ہے۔

خَیْرَ اُمَّۃٍ مسلمانوں کی شان میں ہے اس لئے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان کی زندگی کا مقصد ہے۔ لہٰذا یہ فرض اس وقت تک ادا ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ مسلمان خود قرآن پاک کو نہ جانیں اور اس پر عمل پیرا نہ ہوں۔ یہ تو انتہائی بدقسمتی ہے کہ مسلمان اس چیز کو نہیں جانتے جس کے دوسروں تک پہنچانے کے یہ ذمہ دار ہیں۔ مجموعۂ اوامر و نواہی تو قرآن ہے اس لئے اس کے علم وعمل سے کیونکر بے نیازی ہو سکتی ہے اور ایک مسلمان کس طرح اس سے غفلت برت کر مسلمان رہ سکتا ہے۔ اگر دوسری قومیں گمراہی کے عالم میں مبتلا ہوں اور قرآن کے علم وعمل سے آشنا نہ ہوں تو ایک حد تک اس کے جواب دہ بھی مسلمان ہی ہیں کیونکہ بقدر وسعت ان پر تبلیغ فرض ہے۔ ہر مسلمان

مبلغ قرآن اور مجاہد اسلام ہی تاجر تجارت کرتے ہوئے کاشت کار کاشتکاری کے باوجود ملازمت پیشہ اپنی ڈیوٹی اور مزدور مزدوری کا کام کرتے ہوئے بھی مسلمان ہے یعنی مبلغ اور مجاہد۔

دنیا کے لوگ مسلمانوں سے کہہ رہے ہیں کہ وہ ایسا نہیں کرتے اور ویسا نہیں کرتے اور قرآن پاک زبانِ حال سے گویا ہے کہ یہ سب کچھ نہیں مسلمان صرف ہمارے علم و عمل سے غافل ہو کر تباہ و برباد ہیں۔ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے وہ مسلمانوں کے لئے ہے عزت مسلمانوں کے لئے ہے۔ غلبہ مسلمانوں کے لئے ہے۔ لیکن یہ سب اسی وقت ہوگا جب کہ یہ اللہ کے قانون پر چلنا اپنی زندگی کا مقصد قرار دیں۔ مسلمانوں نے کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے الا قرآن کو۔ بس اس کو پکڑ لیں اور خدا ان کے ساتھ ہے۔

غیر مسلم | غیر مسلم اپنے پر رحم فرمائیں اور اپنے ملک اور اپنی قوم پر احسان کریں۔ اور مسلمانوں کو اس بات پر مجبور کریں کہ وہ ان کو ان کے پیدا کرنے والے کے فرمان سے آگاہ کریں۔ قرآن پاک کے علم سے ان کو مالا مال کریں۔ سیکڑوں اسکول و کالج ایسے ہیں جہاں مسلمان استادوں سے یہ دنیاوی علوم و فنون خوشی خوشی سیکھتے ہیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ کتاب جو اپنی سچائی کی دعویدار ہے اور جو خزانہ اور کلید ہے کائنات کے ہر علم و فن کی اس کے جاننے کے لئے یہ اپنے کو وقف نہ کر دیں۔ مریض طبیب کے پاس جاتا ہے، پیاسہ کنوئیں تک پہنچتا ہے، راہرو رہبر کی جستجو کرتا ہے اور حاجتمند حاجت روا کو تلاش کرتا ہے۔ اس لئے وہ اگرچہ اپنے کو غیر مسلم کہتے ہیں لیکن درحقیقت پیدائشی طور پر فطرۃ اللہ یعنی اسلام پر ہیں ان کا سب سے بڑا فرض یہی ہے کہ وہ حق کی تلاش کریں اور حق کو پائیں۔ غیر مسلم پر مسلمانوں کا سب سے بڑا احسان یہی ہو سکتا ہے کہ انکو بغیر جبر و اکراہ کے مسلمان بنائیں، ان کے پیدا کرنیوالے کے

احکام پر ان کا سر جھکوائیں، کتاب اللہ کو ان کے سامنے پیش کریں، قرآن پاک کی آسمانی تعلیم اور بے مثال حقانیت سے ان کے قلوب کو اور سراپا کریں۔ حق کا کسی کے سامنے پیش کرنا کوئی عیب و اعتراض یا شرم کی بات نہیں۔ انسانیت اور درستی کا ثبوت اس سے بڑھکر دوسرا نہیں ہو سکتا کہ انسان کو ہلاکت سے بچایا جائے اور اس کو منزل مقصود کی راہ بتائی جائے۔ ہے

اگر بینی کہ نابینا و چاہ است　　　اگر خاموش بنشینی گناہ است

غیر مسلم دراصل پیدائشی طور پر مسلم ہی ہیں، وہ فطرتاً ایک خالق و معبود کے ماننے پر مجبور ہیں، فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ قرآن پاک میں موجود ہے اور وہ وہی ذات بابرکات ہے جو مختلف ناموں سے سادہ پکاری اور یاد کی جاتی ہے۔ پھر اسی کی آخری دعوت اور آخری کلام سے بھڑکنا اور وحشت کرنا۔

قرآن پاک کا تو دنیا کے ہر مذہب اور دنیا کی ہر قوم پر بڑا احسان ہے کہ ان کی اصل تعلیم اور اصول مذہبی اور عبادات کو اس نے آج تک اصلی صورت میں محفوظ رکھا ہے۔ توحید پرستی کا جیسا ٹھیک اصول اس نے پیش کیا ہے انصاف تو یہ ہے کہ آج کہیں بھی نہیں ملیگا۔ وہ سب نیک و بہتر باتیں قرآن کے اندر موجود ہیں۔ اور ہمیشہ موجود رہیں گی۔ جو علیحدہ علیحدہ مذاہب عالم کے اندر مشترک ہیں یا بگڑی ہوئی صورت میں منتشر ہیں اور یہاں اصلی شکل میں رونما ہیں اسی لئے اس کے اندر فطرت اور دعوت و تبلیغ عام ہے اور عام لوگوں کو دلائل و براہین سے اس کے ماننے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ ارشاد ہے قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا ہر غیر مسلم کا فرض ہے

کہ وہ انسانیت کے جامے میں آنے کے لئے قرآن پاک کے علم و عمل کو کامل طور پر پیدا کر سکے۔

علمائے کرام

علما کی شان بہت اعلیٰ اور ان کے فرائض بہت مقدس اور اہم ہیں۔ قدرت کی ہر چیز کا صحیح علم اور صحیح مصرف پیش کر کے مخلوق خدا کو خالق کے احسانات کا احساس کرواتے رہنا انہیں کا کام ہے۔ اللہ کے احکام کے ذریعے اس کے بندوں کو اس کا شکر گزار بنانا۔ اللہ سے محبت سے ان کو بہرہ مند ہونے دینا۔ اللہ کی محبت سے قلوب کو گرمائے رکھنا انہیں کا فرض ہے۔ یہ پیشوا ہیں عوام و خواص دونوں کے کوئی حکمراں بھی ان کی خدمت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اتباع الخلفاء ہونے کے لائق اور وزیر اعظم بننے کے قابل ان کو ہونا چاہئے۔ انتظام حکومت ان کے قبضہ و قدرت میں ہونا چاہئے۔ ان کی زندگی کا واحد مقصد پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے اور اس فرض کی انجام دہی جس کے لئے یہ ذات مقدس مبعوث فرمائی گئی تھی۔ قرآن مجید کو ایک ایک انسان کے سامنے پیش کرتے رہنا ان کا اول و آخر کام ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ میں سب سے آگے رہنا ہی ان کو عالم بنائے رکھ سکتا ہے۔ قوم کے لئے ان کا وجود بمنزلہ دل و دماغ کے ہے۔ یاد رہے کہ اگر یہ بگڑے تو پھر قوم قوم باقی نہیں رہ سکتی۔ قوم میں مداہنت اور کاہلی جب تک ان کے اندر نہیں آ جاتی میرا ایمان ہے کہ اس وقت تک افراد قوم سست اور بے خبر نہیں ہوتے، ان کا علم قوم کا علم ہے۔ ان کی حیات قوم کی زندگی اور ان کی غفلت قوم کی موت ہے۔

مصنوعی اور ناکام عالم، جبہ و دستار کا عالم، ریش و فش کا عالم، درس عالیہ اور نظامیہ کا عالم، خدا کے نزدیک عالم نہیں ہے۔ بلکہ جو ٹھیک ٹھیک قرآن پر چلتا ہو اور چلاتا ہو

عالم کہلانے کا اُسی کو حق ہے بلکہ اگر وہ سیاہ سپید نقوش سے بھی ناآشنا ہو تو کوئی پروا نہیں۔ لیکن شاہد معنیٰ سے ضرور شناسا ہو۔

طلب | علم کی فضیلت محتاج بیان نہیں اسی سے طلب کی فضیلت کا بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ علم چاہے کوئی بھی ہو سب کارآمد و بہتر ہیں۔ لیکن غرض و غایت سب کی حق طلبی اور حق کوشی ہونی چاہیئے دنیا طلبی اور خود پرستی کا ذریعہ علم کو بنانا علم کی توہین ہے۔ ہر طالب علم کا اوّل فرض علم الٰہی کا حصول ہونا چاہیئے قرآن حکیم ہی آسمان و زمین کے اندر ایک نایاب جنس ہے جس نے اس کا درس نہیں لیا اور اس کا مطالعہ نہیں کیا وہی جاہل ہے یہ اس ذات کا کلام ہے جس کے پیدا کردہ ایک ایک قطرے میں دریا ایک ایک ذرے میں ایک ایک دنیا اور ایک ایک پتہ میں ایک ایک عالم ہے۔

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار — ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

لیکن اسکول و کالج و یونیورسٹی میں قدرت کی کتاب کلام اللہ شریف جبری اور لازمی نہ ہو تو جہالت کا گھر ہے اور گمراہی کا ٹھکانا ہے۔ قرآن پاک وہ چیز ہے جس کا علم کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اور جس کی دلچسپی میں کبھی کمی نہیں آسکتی اس سے سیری ناممکن ہے اور اس کے فوائد کا کبھی اختتام نہیں۔ اس کا طالب العلم دنیا کا معلم ہے۔

مُریدی | قرآن مجید وہ پیر ہے جس کا ہر شخص کو مرید ہونا چاہیئے یہ اپنے متبعین کو اپنا راستہ آپ دکھلانے کا وعدہ کرتا ہے اور انہیں منزل مقصود تک پہنچا دینے کا ذمہ دار ہے۔ اصلی ارادت تو اللہ کی ہے اور اس کے ارادوں کا نام قرآن ہے۔ سچا پیر و مرشد قرآن ہے اور حقیقی ہدایت تو اس کے اندر ہے۔ ہر انسان کو اپنے اور ما و شما کے ارادوں کو

اللہ کے ارادوں پر قربان کر دینا چاہیے۔ کتاب العشق قرآن ہے۔ سچا پیر و مرشد قرآن ہے اور مطلوب و محبوب خدا ہے۔ اس لئے اس کی طرف توجہ، توجہ الی اللہ ہے۔ اس نسبت سے کسی کو پیر بنانا چاہیے کہ وہ مرید کو اللہ کا کلام بتائے گا۔ اور اس کے حقائق و معارف سے آگاہ کرے گا۔ اللہ کی ارادت پر مستعد و آمادہ کردے گا اگر پیری و مریدی کوئی شے ہے تو وہ قرآن پاک کے علم و عمل پر بیعت کا نام ہے۔

اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ اور قَالُوْا بَلٰی کے بعد کون سا مرحلہ باقی رہ جاتا ہے ہاں صرف یاد دہانی کی ضرورت ہے۔ جو قرآن کی صورت میں موجود ہے۔ ہر شخص اللہ کے ہاتھوں بک چکا ہے اور اللہ کا مرید ہے۔

بیعت مجھے خدا سے ہے بے واسطہ نصیب
نام خدا ہے نام مرے دستگیر کا

تجار | قرآن پاک میں ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یہ ایک سودا ہے جو اللہ تعالیٰ سے کیا جا چکا ہے اور جان و مال اس کے عوض میں دی جا چکی ہے۔ ارشاد ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ تو ذریعہ نجات جو تجارت ہو وہی اصلی تجارت ہے اور قرآن پاک ہی ہے جو سب کے تجارتی جہاز کا حقیقی ناخدا ہے لہٰذا ہر وہ تاجر جو اصلی اور دائمی نفع کا خواستگار ہے۔ اس کو قرآن پاک کے علم و عمل کی طرف پوری طور پر توجہ کرنی چاہیے۔

ملازم پیشہ | ایک مقررہ تنخواہ پر انسان اپنے کو دنیاوی آقا کا مطیع و منقاد بنا دیتا ہے چند سکوں کے لئے خدا کی دی ہوئی جان تک کو پولیس اور فوج میں بھرتی ہو کر اپنے مالک کی نذر کر دیتا ہے تو کیا جس نے آسمان و زمین کی ہر چیز انسان کے لئے پیدا

کی ہوا، پانی جیسی بیش بہا چیز بافراط مفت عنایت فرمائی۔ آنکھ۔ کان۔ منھ۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ عقل وغیرہ۔ علم و قوت سے مالامال کیا۔ اس آقائے حقیقی کی فرمانبرداری اصلی فرماں برداری نہیں، دیا ہے، دے رہا ہے۔ اور آیندہ اس سے زیادہ دینے کا وعدہ کر رہا ہے۔ وہ اصل مالک نہیں؟ اور اس کی ملازمت میں وقف ہوکر فنا نہیں ہونا چاہیے؟ صبح سے اٹھ کر شام کے سونے تک اس کے فرمان، قرآن پاک کے مطابق عمل نہیں کرنا چاہیے؟ خدا کی ملازمت کے قواعد کا نام قرآن ہے اور اگر اسکو دیکھ دیکھ کر زندگی کا ہر کام نہیں کیا گیا تو حق عبدیت کیونکر ادا ہو۔ اور پھر پیدا ہونے کی ضرورت ہی کیا ہوئی۔ اپنے کو اللہ کا ملازم سمجھنا ہر انسان کا پہلا فرض ہے۔ انسان پہلے خدا کا ہے اور اس کے ہر وسائل و ذرائع اول خدا کے ہیں۔ لہذا وقت اور جان سب کچھ اس حکم کے مطابق دینی چاہیے اور ایسا کرنے کے بعد بھی فخر کرنے کا کوئی موقع نہیں۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ہر ملازم پیشہ اپنے کو اصلی ملازم خدا کا سمجھے اور قرآن کو مقصد ملازمت اور قواعد ملازمت

شنیدہ ام کہ سگاں را قلادہ می بندند چرا بگردن حافظ نمی کنی رسنے

<u>کاشتکار</u> دنیا آخرت کے لئے کھیتی کی جگہ ہے جس طرح کوئی انسان بغیر کچھ بوئے ایک دن کھلیان کا مالک نہیں ہوسکتا۔ اس طرح دنیا میں اللہ کی فرمانبرداری کئے بغیر عاقبت میں کچھ ہاتھ نہیں آنے کا اور اگر خدانخواستہ صرف برائیوں کا بیج بویا گیا تو بھلائی کی امید کیوں۔

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو

اللہ کی زمین کے زمیندار اور کاشتکار اس کو کبھی نہ بھولیں کہ اسی زمین پر ان کو ایک کھیتی اور بھی کرنی ہے یعنی قرآنِ پاک کے علم و عمل کا بیج بونا ہے اور یہی اصلی کھیتی اور اصلی کسان ہونا ہے۔

مستورات عورتیں سمجھتی ہیں کہ گویا اللہ کے اصلی بندے مرد ہی ہیں حالانکہ یہ بات قطعاً غلط ہے کُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ موجود ہے خدا کے یہاں جس طرح ہر مرد اپنے فعل کا جواب دہ ہے اسی طرح ہر عورت بھی ذمہ دار ہے۔ اس لئے اگر مرد اللہ کی کتاب کا علم و عمل نہ رکھتے ہوں تو عورتیں اس سے کیونکر بری ہو سکتی ہیں۔ ان کو چاہیے کہ اپنے کو خدا کی پیاری بندیاں بنائیں۔ اپنے ہر کام کو قرآن کے مطابق سنواریں اور چلائیں۔ اس کا یہ بھی فائدہ ہوگا کہ ان کے بال بچے بھی صالح ہوں گے۔ آپس میں جب ملیں تو خدا کی کتاب کا چرچا کریں اپنے مردوں کو بھی مجبور کریں کہ وہ پیامِ حق سے اپنے گھر کو بہشت بنا دیں۔

بچے بچے ہی بڑھ کر جوان ہوتے ہیں اور پھر دنیا کا بوجھ ان کو اٹھانا پڑتا ہے خاندان کو سنبھالنا پڑتا ہے اور کاروبار کو دیکھنا پڑتا ہے اپنے ننگ و ناموس کی حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ ملک و ملت کی ترقی اور عزت قائم رکھنی پڑتی ہے۔ اللہ کا لشکری اور سپاہی بننا پڑتا ہے۔ اللہ کے نام پہ جہاد کر کے ملکوں اور قوموں کو امن و امان کی زندگی بخشنی پڑتی ہے۔ پس اس کے لئے جو شروع ہی سے تیار نہ ہوگا وہ آگے چل کر مشکلات میں گھر جائے گا غیر قوموں کے بچوں کے والدین اگر ان کے والدین سے قوی اور بہتر ہوں تو یقیناً ان کی اولاد اور بھی قوی اور بہتر ہوگی اس لئے مسلمان بچوں کو بہت زیادہ قوی اور بہت زیادہ بہتر ہونے کی ضرورت ہے۔ اور

ان سب خوبیوں سے مالامال کرنے والی ایک چیز ہے جس کا نام قرآن ہے۔ اس کا معنی و مطلب کے ساتھ علم اور اس پر صحیح عمل ان کو دین و دنیا دونوں کا مالک بنادیگا بچوں کو چاہیئے کہ اپنے والدین اور اپنے اُستاد سے معنی و مطلب کے ساتھ قرآن پڑھنے پر اصرار کریں۔

مقیم و مسافر | ہر وہ مقیم و مسافر جس کے پاس قرآن ہو وہ گویا ایک بڑے مدرسے اور کتب خانہ کا مالک ہے یہی نہیں بلکہ قدرت اس کی شفیق معلم خود ہر وقت اس کے ہمراہ ہے۔ قرآن گلے کا ہار ہونا چاہیئے اور سینے کی زینت بننا چاہیئے۔ جہاں جہاں وہاں قرآن ہو اور قرآن کی ایسی تلاوت ہو جو اپنے اور اپنے ساتھیوں دونوں کے لئے مفید ہو۔ جہاز کی سواری ہو یا ریل کا سفر اپنی قوم کے لوگ ہوں، یا غیر قوم کے افراد ہوں۔ ان کو قرآن سنانا فرض ہے۔ قرآن ہی اوّل ہے اور قرآن ہی آخر ہے ہر شخص کو قرآن کے اشارے پر چلنا چاہیئے۔

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست   می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

مقیم ہو یا مسافر۔ دین کے لئے سب کی راہ ایک، سب کی منزل سب کا مقصد ایک ہونا چاہیئے۔ اس میں ایک دم کی غفلت بھی ناقابل تلافی ہے۔

رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر   یک لحظہ غافل بودم و صد سالہ منزل دور شد

ان پڑھ | قرآن پاک کی اصطلاح میں حرف شناسی اور سیاہ لیاہ نقوش کو پہچان لینا ہی معیار علم نہیں ہے دنیا کی اصطلاح میں اگر ایک شخص ان پڑھ ہے لیکن وہ طوطوں کی طرح سے قرآن کو یاد رکھتا ہے اور اس کے مفہوم کو ذہن نشین رکھتا ہے اور اس پر عمل بھی ہے تو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے نزدیک حقیقی معنوں میں

وہی عالم باعمل ہے کتاب و مدرسہ کی ہر شخص کو ضرورت نہیں۔ قرآن کا علم جاننے والوں سے ہر اَن پڑھ قرآن کو زبانی سیکھ سکتا ہے۔ اور قرآن اسی کو علم کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے۔ قرآن کا علم عام ہے اور قرآن کے ہوتے اپنے کو جاہل کہنے کا کسی کو حق نہیں۔ اُمّی رسول کا اُمّیوں لیں انا ہمارے دعوے کا ثبوت ہے۔

مزدور | محنت و مزدوری کرنے والے حلال کی کمائی سے اپنا پیٹ بھرنے والے مزدور پیشہ مسلمان دن بھر کام کرنے کے بعد جس وقت بال بچوں میں مل کر بیٹھتے ہیں یا اپنے ہمجنسوں میں دل بہلاتے ہیں تو یقیناً ان کی مسرت مسرت ہوتی ہے۔ لیکن حقیقی خوشی اس وقت نصیب ہو سکتی ہے جبکہ صبح کو کام پر جانے سے پہلے اور شام کو کام پر سے واپس آنے کے بعد اپنے مالکِ حقیقی کے فرمان سے واقف ہوں اور دن بھر اس کو پیش نظر رکھیں آخرت کی مزدوری بڑی مزدوری ہے اور اللہ کا دیا ہوا اجر بے پایاں اجر ہے۔ اپنی سخت سے سخت محنت میں بھی اس کو نہ بھولیں جو اگر ان کو بھول گیا تو یہ کہیں کے نہ رہیں گے

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ۔ اللہ کی مزدوری کرنے والوں کا شیوہ کچھ اور ہوتا ہے۔ یہ اللہ کو نہ بھولیں ورنہ انسوا اللہ ۔ سے بھلا دیگا

علی الصباح چو مردم بکار و بار روند　　بلاکشانِ محبت بکوئے یار روند

میں | اگر معلوم ہو جائے کہ ساری دنیا قرآنِ مقدس پر اپنا عمل کر رہی ہے جب بھی میں اسی کام کو بہتر اور ضروری سمجھوں گا جو بیان ہوا اور اگر برعکس اس بات کا یقین دلا دیا جائے کہ روئے زمین کا ایک متنفس بھی قرآن مجید کا علم و عمل ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ تو اس وقت بھی میں قرآنی تحریک کو ہی ضروری اور مقدس سمجھوں گا۔

ماحصل | قرآن سب کے لئے ہے، لوگ نہیں جانتے، جان سکتے ہیں، جانیں نیز اس کا عام علم و عمل اُسی کے بتائے ہوئے طریق، اُسی شرائط اور اسی فوائد کے ساتھ ہو۔

نتیجہ | دنیا پر خدائی حکومت کا قیام، سچی عبدیت اور محبت الٰہی کا دور دورہ۔

خاکسار
مُصلح
ابو محمد مصلح
مُبلغ قرآن

ایک اہم خطرہ

(مجلس اتحاد المسلمین حیدر آباد کے نام یہ خط لکھا گیا ہے جس میں مسلمانوں کے ہر فرقہ کے بزرگ شریک ہیں)

حاضرین و اراکین مجلس اتحاد المسلمین۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

اسلام اور مسلمانوں کیلئے ایک اہم خطرہ کی بات" یہ ہے کہ روز بروز قرآن سے ان کی وابستگی کم ہوتی جا رہی ہے۔ اسلام کی مرکزی چیز اور اصولی شئے قرآن مجید کا علم و عمل اُن سے چھوٹتا جا رہا ہے رسمی تلاوت اور رسمی خوش عقیدگی بھی ان سے آئے دن رخصت ہوتی جا رہی ہے۔ پرانے قسم کے لوگ

جو کم سے کم بے معنی و مطلب ہی کی تلاوت صبح اٹھ کر کر لیا کرتے تھے اب اُن کی اولاد اُنکے سامنے اِس سے محروم و بے خبر ہے۔ حالانکہ وہی اِن کے سامنے انگریزی کتابیں بیٹھی پڑھتی ہوتی ہے غور کرنیکی چیز ہے کہ معاملہ کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا۔ اور کس چیز کی جگہ کس چیز نے لے لی۔

محترم اراکین! آج مسلمانوں کا جن قوموں کے افراد سے مقابلہ ہے وہ ان سے زبردست تسلیم کر لی گئی ہیں تو پھر اُن کی گودوں کی پلی ہوئی اولاد کیسی زبردست ہوگی؟ اب مسلمان کمزور ہیں تو ان کی اولاد کس درجہ کمزور ہوگی۔ آپ خدارا انصاف فرمایئے اور میری تشفی کا کوئی سامان بہم پہنچایئے کہ ان ہر دو آنے والی نسلوں کا جب مقابلہ ہوگا تو انجام کیا ہوگا۔

میں صحیح عرض کرتا ہوں کہ اگر مسلمانوں نے اپنی آنے والی نسل کو قرآن کے علم و عمل کا زبردست حربہ دیکر آج سے تیار کرنے کا سامان نہیں کیا تو کل کو ہندوستان ہی نہیں بلکہ معلوم نہیں کون کون سا اسلامی ملک [illegible] ہو کر رہ جائیگا ممکن ہے کہ اسلام کے ننگ و ناموس کے [illegible] اسلام کوئی غیبی سامان فرمادے مگر ذکر تو آپ کا ہے کہ آپ نے کیا کیا؟

ایک عام انقلاب اور ذہنیت میں ایک عام تبدیلی کی ضرورت ہے اس عام خیال کے پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ بغیر قرآن کے زندگی محال ہے۔ پھر ایسے افراد کے پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو حقیقی معنوں میں قرآن کے پیرو کرنے والے ہوں جس سے مسلمان زندہ ہو جائیں ان کی دنیا اور دین دونوں بنجائے یاد رکھنے کی چیز ہے کہ اگر زمانہ کا مقابلہ کرنا ہے تو قوموں کی شاگردی سے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ شاگرد جب تک استاد تک پہنچیگا استاد آگے نکل جائیگا اور یہ وہ سلسلہ ہے جو قیامت تک قائم رہ سکتا ہے قرآن دوسروں کے پاس نہیں۔ پس مسلمانوں کو ہی استاد بنا سکتا ہے اسی کے مقابلہ سے دنیا عاجز ہے۔

تقریباً نصف صدی سے مسلمان اور اسلام کے نام پر جو کچھ کیا جا رہا ہے اسکی روداد سامنے رکھئے تو آئندہ کیلئے خطرات کی ضمانت بھی نظر نہ آئیگی۔ پس کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی انجمن بھی ایسی ہی ثابت ہو۔ والسلام۔ **ابو محمد مصلح** قرآنی تحریک حیدرآباد دکن

مقدس تجاویز

(۱) جس طرح مسلمانوں کا خدا ایک، رسول ایک، کتاب اور قبلہ ایک ہے۔ اسی طرح عالمگیر قرآنی تحریک کا مرکز بھی اُم القریٰ کو ہونا چاہیے اور دنیا میں اسلامی شہریاں قایم کرنے کے لیے مدرسۃ الاسلام کا قیام مکہ معظمہ میں مناسب ہے۔

(۲) اسلامی ممالک کے عام باشندوں کے نمایندوں کی ایک عام مجلس مشورت کے علاوہ والیانِ ملک و شاہانِ اسلام کی شرکت بھی ضروری ہے جن کی امداد اور مشورہ سے مدرسۃ الاسلام مکہ معظمہ کا انتظام ہو اور اس کا منتظم ایک ایسا شخص ہو جو امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین قرار پائے۔

(۳) مدرسۃ الاسلام مکہ معظمہ کیلیے دنیائے اسلام سے تبلیغ اسلام کے لیے ایک کروڑ روپے سالانہ کی امداد ہو اس کے علاوہ زکوٰۃ و خیرات وغیرہ کی مد سے ایک اسلامی بیت المال بھی اس سے متعلق قایم کیا جائے۔

(۴) مدرسۃ الاسلام مکہ معظمہ کے متعدد مراکز ہوں جو عموماً ہر جگہ اور خصوصاً ہر اسلامی ملک میں قایم ہوں۔

(۵) تعلیم اور تبلیغ اور تنظیم کے داخلی و خارجی دو شعبے قایم ہوں، ایک مسلمانوں کے لیے اور دوسرا دیگر اقوام کے اندر قرآن مقدس کو پہنچاتے رہنے کے واسطے۔

(۶) ہر شخص کو قرآن کا پڑھنا یا سننا لازمی قرار پائے متحدہ قومیت کے اصول پر ہر گھر اور ہر مسجد میں درس قرآن کا ایک عالمگیر سلسلہ قایم ہو جس میں ایسے افراد تیار کیے جائیں جو ہر مسلمان کو مجاہد فی سبیل اللہ اور مبلغ قرآن بنانے کیلیے وقف ہوں۔

(۷) انجمنوں، اخبارات و رسائل، تصنیف و تالیف نیز سیاحت و تقاریر کے ذریعے قرآنی تحریک کا ہر جگہ کام کیا جائے اور نوع انسان کو خدائی حکومت کے قیام، خدا کی سچی عبدیت اور محبت الٰہی کا درس دیا جائے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

ابو محمد مصلح
دفتر قرآنی تحریک حیدرآباد دکن
(ہندستان)

طبعے بہم رساں کہ بسازی بعالمے
یا ہمتے کہ از سرِ عالم تواں گزشت

مطبوعہ
اعظم اسٹیم پریس چار مینار
حیدرآباد دکن بجے ۱۳۵۶